۸۶/۹۲

رمز الوحدت

امام جلوی رح

خادم دربار

سید سبطین حسین قادری جلوی

۷۸٦

اِنتساب

چونکہ یہ تحقیق جناب سیدی وسندی ومُرشدی ومخدُومی مخزنِ علوم سبحانی مصدرِ فیوضِ یزدانی سرگروہِ اولیاءاللہ حضرت پیرِ دستگیر سید شیر محمد شاہ صاحب ادام اللہ فیوضہم کی غلامی کا صدقہ اور حضورِ اقدس ہی کے بحرِ کرم کا قطرہ ہے اِس لئے مَیں اپنی اِس ناچیز تصنیف کو آں ذات قدسی صفات قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ المبارک کے نام نامی واسم گرامی کے ساتھ منسوب ومعنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہُوں تاکہ اِس اِنتساب مقدّس کی برکت سے یہ رسالہ نافع الخلائق ہو امین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ

خادم الفقراء **غلام محمد** عفی عنہ ازجلّوانہ
ضلع لائیلپور

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ

طالبانِ اسرارِ حقیقت را مژدہ کہ دریں زمان سعادت
اقتران بتوفیقِ الٰہی و فیوضِ نامتناہی نسخۂ نادر الوجود مسمّٰی بہ

رمز الوحدت

مُصنّفہ

مولوی غلام محمدؒ صاحب خادمِ غوث المحققین قطب الموحدین
حضرت سید شیر محمدؒ شاہ صاحب کیلانی ادام اللہ فیوضہم

در اشرف پریس باہتمام انتظامی کمیٹی مطبوع شد!

ملنے کا پتہ: میاں محمد یار و ٹو قادری ڈھڈی والا
لائل پور شہر

بار دوم ---------- تعداد ایکہزار ---------- قیمت تین روپے

هُوالکُل

رمز الوحدت

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ذات[۱] منزّہ غیب الغیب (حق سبحانہ) — عین مقدّس پاک از عیب (ذات پاک)
سرّ السّر و نور النور (راز در راز) — کنز[۲] المخفی گنج مستور (خزانہ پوشیدہ، پوشیدہ)
اَحد[۳] حقیقی حق سبحان — لاتعیّن[۴] لامکان
عین[۵] المطلق محض وجود[۶] — ہستی[۷] ساذج لامحدود (سادہ، بے حد ۱۲)

۱ ذات منزّہ موجود مطلق سے مراد ہے اور وہ مرتبہ احدیت ہے جو تمام اسماء اور صفات کی اضافت سے منزّہ اور ہر قید سے حتیٰ کہ قیدِ اطلاق سے بھی مقدّس ہے اور وہ غیب الغیب اس لئے ہے کہ مرتبہ ذات میں ظہورِ حق منتفی ہے اور نہ ہی اس مرتبہ میں اشیاء کا علمی و عینی وجود ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ یعنی اللہ تھا اور نہ تھی ساتھ اُس کے کوئی شے۔ ۲ کنز المخفی یعنی وہ ذات پردۂ غیب میں مستور ہے جیسا کہ فرمایا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا یعنی تھا میں خزانہ پوشیدہ وَھُوَ الْاٰنَ کَمَا کَانَ ۳ احد حقیقی آہ احد ذات کا اِسم ہے باعتبار سقوط جمیع اعتبارات اور تعیّنات کے بخلاف اِسم واحد کے کہ وہ ذات کا اِسم باعتبار ثبوت اعتبارات اور تعیّنات غیر متناہیہ کے ہے ۴ لاتعیّن یعنی ذات پر مِنْ حَیْثُ ھِیَ ھِیَ کے تعیّن کا حکم صحیح نہیں ہے نہ حقی نہ خلقی نہ علمی نہ عینی اور یہ مرتبہ احدیت مطلقہ ہے ۵ عین المطلق یعنی ذات بالکل مطلق ہے غیر کا شائبہ اسمیں ہرگز نہیں بخلاف دیگر مراتب کے کہ اُنمیں مطلق مضاف ہے ۶ وُجود محض آہ محض بمعنی خالص یعنی وُجود مِنْ حَیْثُ ھُوَ ھُوَ اسم و رسم و نعت و وصف سے خالص ہے

ہستی منزّہ ہست از ہر اسم و نام ٭ تو چہ می جوئی برِ اسم اے غلام

۷ ہستی ساذج آہ ساذج سادہ کا معرّب ہے یعنی وہ ذات جو ہر اسم اور ہر نعت اور ہر نسبت اور ہر اضافت وغیرہ سے سادہ ہے۔

غیبِ[ف۱] ہویّت سِرّ عماء[ف۲]
شانِ معلّٰی نام لطیف
غیر مقیّد مطلق (بے قید) ذات
خاص ہو اللہ پاک اَحَد
واجد (غنی ۱۲) ماجد (بزرگی والا ۱۲) واحد (تنہا ۱۲) نُور

مُنقطع الوجدان[ف۳] خدا
خاص مُبرّا ذات[ف۴] شریف
عین الاسماء[ف۵] عین صفات
قادر مطلق (آزاد ۱۲) فرد (یگانہ ۱۲) صمد (بے نیاز ۱۲)
اَرحم اکرم ذات غفُور

ف۱ غیب ہویّت یعنی ذات غائب جس کا اصلاً شعور نہیں ہوتا اور وہ باطنوں کا باطن ہے ف۲ سِرّ عماء آہ عماء وُہ حقیقتِ ذات ہے جو کسی مرتبۂ حقیہ اور خلقیہ کی طرف منسُوب نہیں جیسا کہ مخبرِ صادق علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کَانَ فِی عَمَاءٍ مَافَوْقَہٗ ھَوَاءٌ وَمَاتَحْتَہٗ ھَوَاءٌ یعنی اللہ تعالیٰ عماء میں تھا اور عماء ایک ایسی چیز ہے کہ نہ اُس کے اُوپر ہَوا ہے اور نہ اُس کے نیچے ہَوا ہے یعنی نہ حق ہے اور نہ خَلق ہے پس عماء احدیت کے مقابل ہے جیسے کہ احدیّت میں اسماء اور صفات مضمحل ہیں اسی طرح عماء میں کسی چیز کا ظہور نہیں ہے۔ (انسان کامل) ف۳ منقطع الوجدان یعنی طلت معرّیٰ ٥ جس میں وجدان ذاتی وصفاتی ہرگز نہیں۔ ف۴ ذات شریف اللہ تعالےٰ کی ذات سے وُہ ذات مراد ہے کہ جس سے وہ موجود ہے اور وہ بالذّات قائم ہے اور وہ ایک ایسی چیز ہے کہ اسماء اور صفات کا مستحق ہے اور ہر صورت کیساتھ کہ جس کو معنیٰ چاہتے ہیں مُتصوّر ہے یعنی ہر صفت کیساتھ موصوف ہے اور اس کا وجود ہر اسم کا مستحق ہے اور اسکا کمال ہر مفہوم کا مُقتضی ہے از انسان کامل۔ ف۵ عین الاسماء آہ یعنی ذات مطلق تمام اسماء اور صفات الٓہیّہ اور کونیہ کی عین ہے نہ کہ غیر۔

قال الجامی قدس سِرّہٗ
بنام ایزد کہ آں نامے ندارد ❊ بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد ❊

خالق مالک رازق عام	حافظ ناصر ذوالاحترام
	مددگار ۱۲ صاحب بخشش
حضرت اعلیٰ والاشنیٰ	فلہ الاسماء الحسنیٰ
بہت بلند ۱۲	پس واسطے اس کے اچھے اچھے نام ہیں ۱۲
واجب ذات قدیم صفات	مبدء عالم موجودات
جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ جو ہمیشہ سے ہو	پیدا کنندہ
شاہد خلوت خانہ راز	عین حقیقت عین مجاز
معشوق یعنی حق سبحانہ و تعالےٰ	معنی صورت
ایکلہ ہی ایک نہ ہرگز دو	دو جا کہے سو مشرک ہو

لہ حقیقت میں ذات واحد کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور یہ کثرت جو دکھائی دیتی ہے فقط وہمی ہے اس کی کوئی علیحدہ حقیقت نہیں بلکہ وہی وجود واحد کثرت موجودات کی صورت پر جلوہ نما ہے جیسا کہ حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فص یوسفی میں ارشاد فرماتے ہیں اِعلَم اَنَّ المَقُولَ عَلَیہِ سِوَی الحَقِّ اَو مُسَمَّی العَالَمِ ھُوَ بِالنِّسبَۃِ اِلَی الحَقِّ کَالظِّلِّ لِلشَّخصِ فَھُوَ ظِلُّ اللّٰہِ فَتَفَطَّن وَتَحَقَّق مَا اَوضَحتُہٗ لَکَ وَاِذَا کَانَ الاَمرُ عَلٰی مَا ذَکَرتُہٗ لَکَ فَالعَالَمُ مُتَوَھَّمٌ مَالَہٗ وُجُودٌ حَقِیقِیٌّ وَھٰذَا مَعنَی الخَیَالِ اَی خُیِّلَ لَکَ اَنَّہٗ اَمرٌ زَائِدٌ قَائِمٌ بِنَفسِہٖ خَارِجٌ عَنِ الحَقِّ وَلَیسَ کَذٰلِکَ فِی نَفسِ الاَمرِ یعنی جانو کہ جس چیز کو غیر حق کہا جاتا ہے یا عالم نام رکھا جاتا ہے اُس کی نسبت حق کی طرف ایسے ہے جیسے سایہ کی نسبت شخص کی طرف ہوتی ہے پس وہ اللہ کا سایہ ہے لہٰذا جو کچھ میں نے واضح کیا ہے سمجھو اور تحقیق کرو۔ اور جب بات یہی ہے جیسی میں نے بیان کی ہے تو پس عالم ایک وہمی چیز ہے اُس کیلئے اصلی وجود نہیں ہے اور خیال کے یہی معنی ہیں کہ تم کو خیال ہو گیا ہے کہ عالم کوئی جدا چیز اپنی ذات میں قائم ہے حالانکہ اصل میں یہ بات نہیں ہے انتہیٰ پس حضرات صوفیہ عالم کو وہم اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہی وجودِ واحد کثرتِ عالم کی صورت پر ظاہر ہے چنانچہ ان حضرات

کے نزدیک اشیائے عالم اعیان ثابتہ یعنی صُوَرِ علمیہ کا پرتَو ہیں اور صُوَرِ علمیہ حقائق مُمکنات ہیں، مرتبہ علم میں ثابت ہیں۔ علم سے باہر نہیں آئے اور علم صفاتِ الٰہی سے ایک صفت ہے اور مطابق عقیدہ صوفیہ وجودیہ صفات عین ذات ہیں پس ثابت ہُوا کہ وُجودِ اشیاء عین وُجودِ حق ہے جیسا کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں اِنْ شِئْتَ قُلْتَ حَقٌّ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ خَلْقٌ یعنی چاہے موجودات کو حق کہو چاہے خلق کہو دونوں درست ہیں اور فرمایا سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا یعنی پاک ہے وُہ ذات جس نے پیدا کیا اشیاء کو اور وہ اُن کا عین ہے پس ثابت ہُوا کہ خارج میں وُجودِ حق کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے۔ وحدت وجود کا یہی معنٰی ہے جو حضرات صوفیائے کرام علیہم الرضوان پر منکشف ہُوا ہے۔ فافہم*

اُس بِن غیر نہیں موجُود	اوّل آخر ایک وجود
ظاہر باطن ذات پہچان	جس سے پیدا ہُوا جہان
ذات الٰہی بیج مثال	فِیْھَا[۱] الْکُلُّ عَلَی الْاِجْمَال
اُم الوحدت مثل انگور	پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نور
عالم مثل درخت یقین	کرسی عرش افلاک زمین
کثرت عالم قبل (پہلے) ظہور	ذات اَحَد مُوں تھی مستُور (پوشیدہ)
لیکن بعد ظہور جہان	ذات ہوئی در خلق نہان

۱؎ اس میں کل شے بروجہ اجمال درج ہے۔

جان شجر (درخت) کو عین نوات (بیج ۱۲) — عالم ہے خود عین الذات (حق سبحانہ ۱۲)

چوٹی پر ہے پھل انسان — [1] فَهُوَ الْآنَ كَمَا هُوَ كَانَ

جو کچھ ظاہر بیج وجود (ہستی) — مجمل (اکٹھا) در انسان نمود (انسان میں ظاہر ہے)

مجمل اور مفصل (تفصیل کیا گیا) کل — سرورِ عالم ختمِ رسل (رسولوں کا پورا کرنیوالا)

برزخ جامع فیما بین — شانُ العلم و شانُ العین

نسخہ شامل کل کتاب (وجود مطلق) — اُمّی لقب (اصل کل) امین خطاب (امانت دار ۱۲)

گوہر ذاتی سرِّ (راز) نہان (پوشیدہ) — [2] اسم الاعظم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فی القرآن (مراد از عالم)

[3] ظاہر خلق و باطن حق — عین مقید و المطلق (بے قید)

[4] اللہ عین محمد مان — اِسموں ہرگز شک نہ جان

۱؎ پس وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا ۲؎ اسم الاعظم سے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم مراد ہیں جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی اور رحمت ہو اوپر اسم اعظم کے

۳؎ چنانچہ انسان کامل کے باب فاتحۃ الکتاب میں ہے فَالْاِنْسَانُ الَّذِیْ هُوَ الْخَلْقُ بِاعْتِبَارِ ظَاهِرِهٖ هُوَ الْحَقُّ بِاعْتِبَارِ بَاطِنِهٖ یعنی انسان باعتبار اپنے ظاہر کے خلق ہے اور باعتبار باطن کے حق ہے ۴؎ شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیِ الْحَقُّ ظَهَرَ بِمُحَمَّدٍ وَقَالَ فَالْحَقُّ مُحَمَّدٌ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا یعنی حق سبحانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہوا اور فرمایا اللہ محمد ہے از روئے ظاہر و باطن کے صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

خاص عقیدہ اہلِ وصول (واصلانِ خدا)	آپ ہی اللہ آپ رسول
میم کا برقعہ مُکھ پر ڈھو	آیا نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم ہو !
نورِ نبیؐ اور نورِ خُدا	ایک ہی ذات صفات اسماء (جمع اسم عام)
اَنَا[1] مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ فرمان	وَالْکُلُّ مِنْ نُوْرِیْ جان
باعثِ کُل ہے احمدؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم	پڑھ[2] لَوْلَاکَ لَمَا اَفْلَاک
احمدؐ ہے خود اَحَد مسلّم (تسلیم کیا گیا) !	صلّی اللہ علیہ وسلم

دربیان مسئلہ وحدۃ الوجود مع دلائل القرآن

قَالَ[3] اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنْ	کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانْ

[1] میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام شئے میرے نور سے ہے [2] لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اے میرے حبیبؐ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْکَوْنَیْنِ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ پیدا کرتا دونوں جہان کو بلکہ فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا ظَھَرَتْ رُبُوْبِیَّتِیْ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میری ربوبیت بھی ظاہر نہ ہوتی [3] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہیگی ذات تیرے رب صاحب بزرگی اور انعام کی۔

عرائس البیان میں ہے اگر تو نظرِ تحقیق سے کون اور اُسکے اہل کو دیکھے تو اُسکے فنا کی حقیقت کو دیکھ لیگا اگرچہ ظاہر میں وجود کی رسم ہے کیونکہ جس کا قیام غیر سے ہو وہ درحقیقت فانی ہے پس وجودِ حقیقی وجود قدیم ہے۔ جیسے فرمایا وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

نیز بغیر از حق سبحان ‏ — کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ[1] جان

نور[2] فَثَمَّ وَجْہُ اللہِ! ‏ — چمکے ھر جا کر و نگاہ

وَھُوَ مَعَکُمْ[3] دھر و دھیان ‏ — عین سبھی کا ہے سبحان

نَحْنُ اَقْرَبُ[4] حق فرمود ‏ — شہ رگ سے نزدیک ودود

(شہ رگ: رگِ گردن ۱۲ — ودود: حق سبحانہٗ ۱۲)

[1] کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ تفسیر قادریؒ میں ہے کہ جب محققوں کے نزدیک موجود حقیقی کوئی نہیں مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ تو حقیقت میں اُس کا ماسویٰ فانی ہے اور شرحؔ عوارف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ یُھْلِکُ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سب چیزوں کے وجود آج ہی اُسکے وجود میں فنا ہیں [2] شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ تفسیر میں فرماتے ہیں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا (پس جدھر تم منہ کرو) یعنی تم ظاہر و باطن کی جس جہت کیطرف توجہ کرو فَثَمَّ وَجْہُ اللہِ (ادھر ہی اللہ کا رُخ ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جو تمام صفات کیساتھ تجلّی کرنیوالی ہے [3] تفسیر محی الدّین ابن عربیؓ میں ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ لِوُجُوْدِکُمْ بِہٖ وَظُھُوْرِہٖ فِیْ مَظَاھِرِکُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو کیونکہ تمہارا وجود اُسکے ساتھ ہے اور اُسکا ظہور تمہارے مظاہر میں ہے [4] وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم بندے کیطرف شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اِس آیت کی تفسیر میں صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں فمن حیث عین الجمع ما ھم الا ھو ولا یظن الحلول فانہ بذاتہ وصفاتہ منزہ عن ان یکون لہٗ محل فی الحوادث یعنی پس عین جمع کی حیثیت سے نہیں ہیں وہ مگر وہی اور حلول کا گمان مت کر اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات محل حوادث ہونے سے منزّہ ہے اور تفسیر شیخ الاکبر قدس سرہٗ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ اقرب کہکر قُرب بمعنی اِتصال اور مقارنت کی نفی کر دی ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ وُہ ہر شے کیساتھ ہے لیکن مقارنت جہان کے طور پر نہیں ہے اِسلئے کہ ہر شے اُسی کیساتھ شے ہے اور اُسکے بغیر شے ہی نہیں ہے کہ اُسکے مقارن ہو جائے۔ پس ثابت ہُوا کہ ذات پاک کے سِوا کوئی شے موجود نہیں ہے

فی انفسکم[1] سوچ بچار ‎ ‎ ہے خود اندر دلبر یار

کلمہ طیب خاص گواہ ‎ ‎ لا[2] الٰہ الا اللہ!

معنی کلمہ پاک جوان ‎ ‎ لا موجود سوی اللہ جان

یعنی اُس بن اور نہ کو ‎ ‎ ایک وُجود نہ ہرگز دو

دوجا ہووے گر موجود ‎ ‎ ثابت ہوویں دو وُجود

تا پھر ہوویں دو خُدا ‎ ‎ اللہ بخشے جُرم خطا

اور[3] اگر ہوں دو معبُود ‎ ‎ ارض و سما ہوں سبہ نابُود

(زمین ۱۲ اور آسمان ۱۲)

راہ[4] جانب ذوالعرش نکال ‎ ‎ آپس اندر کریں جدال

(صاحب عرش) (جنگ)

[1] شیخ الاکبر قدس سرہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ مِنْ اَنْوَارِ تَجَلِّیَاتِہَا اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اور تمہارے نفسوں میں تجلیات صفات کے انوار ہیں کیا تُم نہیں دیکھتے ہو [2] لا الٰہ الا اللہ کا معنیٰ عارفین کے نزدیک لا موجود الا اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے بسوا کوئی موجود نہیں ہے

سہ ‎ معنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ! ‎ ؎ ‎ یہ ہیں نزدیک عارف آگاہ

غیر اُس کا نہیں کوئی موجود ‎ ؎ ‎ سارا عالم ہے اُس کا جلوہ گاہ

[3] قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللہُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر ہوتے آسمان و زمین میں معبود سوائے خدا تعالیٰ کے البتہ آسمان و زمین خراب ہوجاتے [4] اس مضمون کی آیت سپارہ پندرہ پاؤ اوّل میں موجود ہے۔

ایک کہے میں کروں حیات — یہ کل میری مخلوقات
دوجا کہے نہیں منظور — عاجز ہووے ایک ضرور
عاجز ہرگز نہیں خدا — اللہ واحد ہے یکتا!
اللہ واحد لاشریک — از اوّل تا آخر ٹھیک
یہ اسرار رموز نہاں — خود فرمائے حق سبحان
لیکن سمجھیں خاص الخاص — عارف کامل با اخلاص
ساتھ حدیث ہے با لتحقیق! — ہر[1] شئے موں اللہ تصدیق
نہ ہی ظرف[2] ہے نہ مظروف — عین حقیقت ہے مکشوف ظاہر

[1] قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں دیکھی میں نے کوئی شے مگر اُس میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا اور فرمایا لَاتَسُبُّوا الدَّھْرَ فَاِنَّ الدَّھْرَ ھُوَاللّٰہُ یعنی زمانہ کو بُرا مت کہو تحقیق زمانہ وہی اللہ ہے اور فرمایا لَیْسَ شَیْءٌ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا فِیْہِ رَبِّیْ یعنی کوئی شے دونوں جہان میں نہیں ہے مگر اُس میں میرا رب متجلی ہے [2] چنانچہ تحفہ مرسلہ شریف میں ہے اِنَّ ذٰلِكَ الْوُجُوْدَ مُحِیْطٌ بِجَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَاتِ کَاِحَاطَةِ الْمَلْزُوْمِ بِاللَّوَازِمِ وَالْمَوْصُوْفِ بِالصِّفَاتِ لَا کَالْاِحَاطَةِ ظَرْفٍ بِالْمَظْرُوْفِ اَوِ الْکُلِّ بِالْجُزْءِ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنی تحقیق وجودِ حق تمام موجودات کو محیط ہے جیسے ملزوم کا اپنے لوازم کو اور موصوف کا اپنی صفات کو احاطہ ہوتا ہے نہ ایسا کہ جیسا ظرف کا اپنے مظروف کو یا کُل کا اپنے جُز کو ہوتا ہے کیونکہ ذات حق ایسی باتوں سے بزرگ اور برتر ہے۔

اس موں ہر گز شک نہ کو — پر جو دیکھے جانے سو
یہ ہے مذہب اہلِ کمال — ہر عارف کا یہ ہی حال
شیخ الاکبر[1] (محی الدین ابن عربی قدس سرہ) بیچ فصوص (فصوص الحکم) — حق فرمایا ساتھ نصوص (آیات قرآنی)
قائل عارف اہلِ وجود — منکر اس کا ہے مردود
جیکر جاہل کرے سوال — چُپ کر جاوے صاحب حال
جاہل بے شک ہے معذور — نابینا اور نامقدور
عاجز عن دَرْکِ (پانا ۱۲) الادراک (معلوم کرنا ۱۲) — اِلاّ ما شاءَ اللہ پاک (مگر جو خدا چاہے ۱۲)

[1] چنانچہ حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم کی فص ہودی میں ارشاد فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ وَّالْحَقُّ مَحْسُوْسٌ مَشْهُوْدٌ عِنْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَهْلِ الْكَشْفِ وَالْوُجُوْدِ وَمَا عَدَا هٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ فَالْحَقُّ عِنْدَهُمْ مَعْقُوْلٌ وَّالْخَلْقُ مَشْهُوْدٌ یعنی مومنین اور اہلِ کشف و وجدان (حضرات صوفیہ) کے نزدیک خلق معقول اور حق محسوس اور مشہود ہے اور اِن دو طائفوں کے سوا دیگر عوام کے نزدیک حق معقول اور خلق محسوس ہے اور فرمایا ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّهٗ فِي السَّمَآءِ وَ اَنَّهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ مَعَنَا اَيْنَمَا كُنَّا اِلٰى اَنْ اَخْبَرَنَا اَنَّهٗ عَيْنُنَا یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ تحقیق وہ آسمان میں اور زمین میں ہے کما قال وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ اور ہمارے ساتھ ہے جس جگہ ہم ہوں جیسا کہ فرمایا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خبر دی کہ وہ ہمارا عین ہے کما قال لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے غیر حق موجود نہیں ہے۔

در بیانِ تمثیلاتِ وحدۃُ الوجود

ذاتُ اللهِ فِی الاَکوَان[۱]	کَالواحِدِ فِی الکَثرَتِ جان
وَالعَالَمُ فِی عَینِ الذَّات[۲]	کَالشَّجرَۃِ فِی النَّوَات
خالِق مُوں ہے خَلق نِہان[۳]	اور خلقت مُوں خالِق جان

مثالِ موم واشکالِ آن

بُوجھ حقیقت موم منگا!	شکلیں قِسم و قِسم بنا
بے شک تھیں وُہ قبل (ازل) ظہُور	شکلیں اندر موم ضرور
لیکن بعد ظہُورِ صُوَر	ہر صُورت موں موم نگر [دیکھو ۱۲]

۱؎ اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوقات میں ایسے ہے جیسے ایک کثرتِ اعداد میں موجود ہے۔
۲؎ اور عالم ذات میں اِس طرح ہے جیسا کہ درخت بیج میں درج ہے۔ ۳؎ لوائح جامی قدّس سرّہٗ میں ہے ؎

حق را شمر جدا ز عالم زیراک ! ؎ عالم ہمہ در حق ست و حق در عالم

یونہی[1] خالق اور جہان — سوچو سمجھو کرو دھیان
عالم اندر ذات خدا — اور خدا ہے بیچ اشیاء
اندر باہر ایک ہی نور — فَهُوَ[2] الظَّاهِرُ وَالْمَسْتُوْر

مثالِ بحر و امواجِ آں

اور مثال عجیب غریب! — سُن تُو محرم یار حبیب!
موجاں عین سمندر جان — اور سمندر موجاں مان
مَنْ[3] وَقَفَ عِنْدَ الْاَمْوَاج — غَفَلَ عَنِ الْبَحْرِ الْمَوَّاج
جس نے دیکھا خود دریا — جانے موجاں محض فنا!

[1] چنانچہ مرآۃ العارفین میں ہے اَنَّ الْحَقَّ مَبْدَءُ الْکُلِّ وَمَعَادُہٗ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ وَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ الْکُلُّ فِیْہِ قَبْلَ کَوْنِہٖ وَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْکُلِّ ھُوَ اِذَا ثَبَتَ اَنَّہٗ کَانَ وَلَا شَیْءَ مَعَہٗ وَھُوَ الْاٰنَ کَمَا کَانَ یعنی تحقیق حق کُل کا مبدا اور معاد ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہے امر کُل اور طرف اُسکی عاقبت اُمور کی ہے اور ضروری ہے کہ ہو کُل اُس میں پہلے وجود اپنے کے اور ضروری ہے کہ ہو کُل میں وُہ ذات اور جب ثابت ہُوا کہ تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز اور وہ اب بھی ویسا ہے جیسا کہ تھا۔ [2] پس وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے [3] جو شخص موجوں کے نزدیک ٹھہر گیا وہ موجیں مارنے والے سمندر سے غافل ہو گیا۔

اَلْحَقُّ بَحْرُ الْمَوَّاج[۱]	عَیْنُ حَوَادِثُ کَالْاَمْوَاج
فَالْاَشْیَاءُ[۲] فِی الْکَوْنَیْن	مِنْ حَیْثُ التَّحْقِیْقِ عَیْن
کعبہ مسجد مندر دَیْر	لَا[۳] مِنْ حَیْثُ حقیقت غیر
خود[۴] مُتعیّن ہے وہ ذات (تعیین کیا گیا)	فِیْ جَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَات
ہے مُتجلّی وہ ہر سُو (تجلی کرنیوالا ظاہر[۱۲])	لَا[۵] اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ !

ؔ[۱] حق سبحانہٗ ایک موجیں مارنے والا سمندر ہے اور تمام حوادث مثل موجوں کے ہیں ؔ[۲] پس تمام اشیاء دونوں جہان میں از روئے تحقیق عین ذات ہیں چنانچہ حضرت جامی قدس سرہٗ شرح رباعیات میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

گر کاسب شر بود وگر طالب خیر ٭ گر صاحب خانقاہ دگر راہب دیر

از روئے تعین ہمہ غیر اند نہ عین ! ٭ وز روی حقیقت ہمہ عینند نہ غیر!

یعنی کاسب شر اور طالب خیر اور صاحب خانقاہ اور راہب دَیر وغیرہ سب باعتبار تعیّن غیر ہیں لیکن باعتبار حقیقت عین ذات ہیں ؔ[۳] از روئے حقیقت غیر نہیں ہیں ؔ[۴] یعنی وُہی ذات تمام موجودات میں متعین ہے ؔ[۵] نہیں موجود مگر وُہ ذات پاک شیخ محی الدّین ابن عربی رضی اللہ عنہ اس آیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فِی الْوُجُوْدِ فَکُلُّ مَا عَبَدَ دُوْنَہٗ لَوْ تَغْفِرَ الْعِبَادَۃَ اِلَّا لَہٗ عَلِمَ اَوْلَمْ یَعْلَمْ اِذْ لَا مَعْبُوْدَ وَلَا مَوْجُوْدَ سِوَاہُ یعنی وُجود میں سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں پس جو کوئی اُسکے غیر کی عبادت کرتا ہے وُہ عبادت اُسی کیلئے واقع ہوتی ہے جانے یا نہ جانے کیونکہ اُسکے سِوا کوئی معبود اور موجود نہیں ہے اور فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فِی الْمَشْھَدَیْنِ یعنی مقام جمع اور تفصیل میں ذاتِ حق کے سِوا کوئی موجود نہیں ہے۔

مثالِ آب وحُباب

پانی اور حُباب تمام	بے شک ہیں وہ عین غلام
عِندَ العقل حُباب جُدا	لَا فِی الخَارِجِ اِلَّا الْمَاء
محض تعیّن نقش حُباب	اصل حقیقت آب ہی آب
ایسا ہی اے دلبر جان	اللہ ہے خود عین جہان

۱ عقل کے نزدیک حُباب جُدا ہے لیکن خارج میں پانی کے سوا کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ ۲ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ لوائح میں فرماتے ہیں کہ فی الحقیقت وجود بیش از یکے نیست کہ در جمیع ایں مرتبہ وحقائق کہ تفصیل مرتبہ احدیت اند ساری است وی دریں مراتب وحقائق عین ایں مراتب وحقائق است چنانکہ ایں مراتب وحقائق در وی عین وے بودند حیث کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ رباعیہ

هستی که ظهور میکند در همه شی ٭ خواهی که بری بحالِ وے با همه پے

رَو بر سرِ می حباب رابین که چه سان ٭ می وے بود اندر وے وے در می مے

یعنی دراصل وُجود ایک ہی ہے جو تمام مراتب اور حقائق میں جو احدیت کی تفصیل ہیں سرایت کرنے والا ہے۔ وُہ اِن مراتب اور حقائق میں عین مراتب اور حقائق ہے جیسا کہ یہ مراتب اور حقائق اُس میں عین وہ تھے کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَام تھا اللہ اور اُسکے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔

ترجمہ رُباعی: ہستی جو ہر شے میں ظاہر ہے اگر تُو اُسکی حقیقت کو سمجھنا چاہے تو پانی پر حُباب کو دیکھ کہ کیسے پانی حُباب میں حُباب اور حُباب پانی میں پانی ہے۔

مثالِ بحر و آب

اور مثال کروں اظہار	اے طالب تُو سوچ بچار
آب[۱] حقیقت بحر (سمندر ۱۲) تمام	مَوج حُباب اُسی کا نام
آب[۲] اگر متصاعد (اوپر چڑھنے والا ۱۲) ہو	کہے بُخار (ببلہ ۱۲) اُسے ہر کو

۱ یہ تمثیل جواہر غیبی اور رسالہ نور الہدیٰ میں بالتفصیل موجود ہے ۲ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ شرح رباعیات میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ جناب قبلہ سیّد مہر علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحقیق الحق میں اسطرح فرمایا ہے۔ بحر را حقیقتے بجز آب کثیر نیست امّا چوں آں حقیقت متعیّن شود بصُورت امواج موجش خوانند وبہ شکل حُباب حبابش گویند وہم چنیں چوں متصاعد شود بخار باشد وبعد تراکم ابر شود وبہ سبب تقاطر باراں گردد واو بعد از اجتماع وقبل از وصول بہ بحر سیل میباشد وبعد وصول بہ بحر بحر پس نیست اینجا مگر امرے واحد مسمّٰی بأسامی متعددہ۔ ہم چنیں حقیقتِ حق سبحانہٗ نزد ایں بزرگواران نیست مگر وجودِ مُطلق کہ بواسطہ تقیید بمقیدات مسمّٰی میگردد باسامی مختلفہ اعنی عقل ونفس وفلک واجرام وطبائع ومو الید الیٰ غیر ذٰلک۔ ہماں وجودِ مطلق از حضرت احدیت بواحدیت واز واحدیت بحضرت رُبوبیت باز بحضرت کونیہ واز آں بحضرت جامعہ انسانیہ تنزّل فرمودہ۔ چوں جاہل نظر کند بصورتِ موج وحُباب وبخار وابر وسیل گوید کہ بحر کجاست ونمی داند کہ بحر نیست اِلّا آبِ مُطلق کہ بصُوَرِ ایں مقیدات برآمدہ وہم چنیں چوں نظر کند بمراتب عقول ونفوس وافلاک وغیر ذٰلک میگوید این الحق وازیں کہ ایں ہمہ مظاہر اویند بے خبر قال الجامی قدس سرہٗ اما عارف چوں نظر کند داند وبیند کہ ہمچنانکہ بحر اسمی ست مر حقیقتِ مطلق آب را کہ محیط ست بجمیع مظاہر وصُوَرِ خویش از موج وحباب وغیرہما ومیانِ مطلق آب وایں مظاہر وصُوَر مغایرت ومباینتے نیست بلکہ ہر قطرہ از قطرات وہر موجے از امواج صادق است کہ عینِ آب است من حیث الحقیقت و غیرِ اوست من حیث التعیّن ہم چنیں اسم حق عبارت است از حقیقتِ مُطلق کہ محیط است بہر ذرّہ از ذرّاتِ موجودات وبہر مظہرے از مظاہر کائنات ومیان او وایں مظاہر تغایر وتبایُن نیست وہر یک از ینہا صادق است کہ اوست من حیث الحقیقت اگرچہ غیرِ اوست من حیث التعین پس نہ بیند در واقع مگر وجودے مُطلق و وجودے مُقید وحقیقتِ وجود را در ہر دو یکے داند واطلاق وتقیید را از نسب واعتباراتِ او شناسد۔

بعد تراکم (انبوہ) ابر (بادل) پہچان ۔۔۔ ساتھ تقاطر (پے در پے قطرے ٹپکنے ۱۲) بارش جان

جیکر چلے زمین پر عام ۔۔۔ اُس کو بولیں سیل غلام

ساتھ سمندر کرے وصال ۔۔۔ او ہی بحر بنے فی الحال

یوں ہی جان حقیقت حق ۔۔۔ خاص وجود احد مُطلق

ھُوَ المُسمّٰی بِالاَسماء[1] ۔۔۔ وَ المُتعیّن بِالاَشیاء

عین عقول (ملائکہ ۱۲) نفوس (ارواح ۱۲) تمام ۔۔۔ کُلّ الواح (تختیاں) و کُلّ اقلام (قلمیں ۱۲)

کرسی عرش زمین افلاک ۔۔۔ آتش آب ہوا اور خاک

خود بر صورت ہر موجود ۔۔۔ ہے متعیّن ذات وجود

جاہل دیکھے موج حباب (بلبلہ ۱۲) ۔۔۔ بادل بارش و سیلاب

کہے جہالت بیچ غریق! ۔۔۔ کہاں گیا وہ بحر عمیق (گہرا سمندر)!

جانے ناہیں ساتھ عماء (نابینائی) ۔۔۔ لَیسَ البَحرُ اِلّا المَاء (نہیں سمندر مگر عین پانی)

ہے متعیّن حضرت آپ ۔۔۔ بر ہر صورت موج حباب

[1] وہ اسموں کیساتھ مسمّٰی اور اشیاء کے ساتھ متعیّن ہے۔

یوہیں جاہل دیکھ جہان
کہے کجا ہے حق سبحان

جانے ناہیں جو ھر سو
لَیۡسَ[1] اَلۡعَالَمُ اِلَّا هُو

مثال سیاہی و حروف

دیکھو اور مثال عجیب
جانے جو کوئی نیک نصیب

یہ کل دفتر طول طومار
ساتھ سیاہی ہوئے تیار

غیر سیاہی حرف نہ کو
سوچ سمجھ کے عارف ہو

حرف الف تا ئے تمام
عین سیاہی بوجھ غلام

جیکر کہیں حروف پکار!
ہم ہیں عین سیاہی یار

اس[2] مول کیسا عیب خطا
یوہیں خلقت اور خدا

[1] نہیں جہان مگر وہی ذات پاک [2] حضرت حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ رسالہ عشقیہ میں فرماتے ہیں اگر بگوش جان شنوی ہر دم بانگِ انا الحق از ہر شئے خیزال است و جز ایں بانگ دیگر در عالم نیست یعنی اگر تو جان کے کانوں سے سُنے تو ہر دم انا الحق کی آواز ہر شے سے نکلتی ہے اور اِس آواز کے سوا کوئی بھی آواز عالم میں نہیں ہے۔

مثال نُقطہ و قرآن

دیگر سنو عجیب مثال | جا تو عین حقیقت حال

جس دم کاتب قلم اُٹھا | لکھے حرف الف تا یا!

اوّل نُقطہ بنے ضرور | اُسکے بعد حروف سطور

کُل حرُوف ہمہ کلمات (جمع کلمہ ۱۲) | جُملہ سُور (سورتیں ۱۲) سبھی آیات

بے شک نقطہ ہی سے جان | سارا علم جمیع (تمام) قرآن

ہے[۱] وُہ نُقطہ ذات (حق سبحانہٗ) وجُود | فی الدّارین[۲] ھُوَ الموجُود

[۱] چنانچہ حضرت عبدالکریم جیلانی رضی اللہ عنہ الکھف والرقیم فی شرح بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم میں فرماتے ہیں النقطۃ اشارۃً الی ذات اللّٰہ تعالیٰ الغیب خلف سرادق کنزیۃ الخ جس کا ترجمہ یہ ہے نقطہ اشارہ ہے طرف ذات اللہ تعالیٰ کے جو اپنی کنزیت کے سرا پردہ میں مخفی ہے۔ اپنے ظہور میں خَلق کیلئے گیا تو نہیں دیکھتا کہ تو نُقطہ کو دیکھتا ہے اور اُسے پڑھ نہیں سکتا کیونکہ وُہ مخرجوں کی قید سے منزّہ ہے کیونکہ وہ تمام حرُوف کی جو مخارج سے ظاہر ہیں حقیقت ہے۔ بس وُہ ہویّت غیب احدیّت کے مقابل ہے۔ اور تو نُقطہ کو باعتبار اشتراک کے پڑھتا ہے تت پر جب ایک نقطہ زیادہ کرے تو ثّ کہتا ہے پس نہیں پڑھا تو نے مگر نُقطہ اسلئے کہ ب اور ت اور ث کو تو نہیں پڑھتا کیونکہ اُنکی صورت واحد ہے پس اگر تو اُن کو فی نفسہا پڑھتا تو اُنکی صُورت ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوتی حالانکہ تو نے نقطہ کے ساتھ اُنکی تمیز کی ہے پس نہیں پڑھا گیا حرفوں میں مگر نقطہ اسی طرح نہیں پہچانا گیا خَلق میں مگر اللہ فافہم [۲] دونوں عالم میں وہی ذات موجود ہے۔

مثال بیج و درخت

جھاڑ معہ تفصیل غلام ‏ ‏ ‏ شاخ و پھل پھل برگ تمام

بیج موں درج ہے باتحقیق ‏ ‏ ‏ فافہم[۱] باللہِ التوفیق

بویا جاوے بیج اگر ! ‏ ‏ ‏ ظاہر ہووے شاخ شجر (درخت)

چوٹی اوپر با دستور ‏ ‏ ‏ میوہ آخر کرے ظہور !

حال زباں سے کرے بیان ‏ ‏ ‏ میں ہوں اوہی بیج نہان

بیشک میوہ قبل ظہور ‏ ‏ ‏ جا تو بیج درخت ضرور

جیسے شاخاں برگ تمام ‏ ‏ ‏ اندر میوہ درج غلام !

اول آخر بیج پچھان ‏ ‏ ‏ ظاہر باطن بیج ہی جان

صورت خلقت اور خدا ‏ ‏ ‏ یوں ہی سمجھو اہل صفا !

خالق بیج درخت جہان ‏ ‏ ‏ میوہ خود حضرت انسان

[۱] پس جان لے ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

فَهُوَ الْاَوَّلُ وَهُوَ الْاٰخِرُ [۱]	وَهُوَ الْبَاطِنُ وَهُوَ الظَّاهِرُ
حضرت آدمؑ [۲] قبل ظہور!	پنج مراتب (مراتب وجود ۱۲) جان ضرور
بعد ظہور علی الاطلاق	فِيْهِ [۳] الْاَنْفُسُ (عالم باطنی) وَالْاٰفَاق (عالم ظاہری ۱۲)

۱؎ قولہ تعالیٰ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط یعنی وہی اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وُہ ہر شے کو جانتا ہے چونکہ اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن سے کوئی شے باہر نہیں ہے پس ظاہر ہوا کہ سب کچھ وُہی ہے چنانچہ لوائح جامی قدس سرہٗ میں ہے کہ عالم ظاہر حق است وحق باطن عالم۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود وحق بعد از ظہور عینِ عالم فی الحقیقۃ یک حقیقت است وظہور وبطون واولیت وآخریت از نسب واعتبارات او ہو الاوّل والاٰخر والظاہر والباطن ۲؎ یعنی جس طرح میوہ اپنے ظہور سے پہلے درخت میں اور درخت بعد ظہور میوہ میں مندرج ہوتا ہے یہی حال حضرت انسان کا ہے۔ چنانچہ مرآت العارفین میں ہے کہ لَاشَكَّ اِنَّ الْاِنْسَانَ قَبْلَ ظُهُوْرِهٖ كَانَ مُنْدَرِجًا فِيْ جَمِيْعِ الْمَرَاتِبِ كَانْدِرَاجِ الْكُلِّ فِيْهِ بَعْدَ ظُهُوْرِهٖ ۔ یعنی بے شک انسان قبل ظہور تمام مراتب میں مندرج تھا جیسے تمام مراتب بعد ظہور انسان میں مندرج ہیں۔ ۳؎ فصِ نوحیؑ میں شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَهُوَ مَا خَرَجَ عَنْكَ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ عَيْنُكَ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَيْ لِلنَّاظِرِيْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ حَيْثُ اَنَّكَ صُوْرَتُهٗ وَهُوَ رُوْحُكَ یعنی دکھا دیں گے ہم اُن کو نشانیاں اپنی آفاق میں جو تجھ سے خارج ہے اور اُن کے نفسوں میں اور وُہ تیرا عین ہے یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے گا اُن دیکھنے والوں کو کہ (جو کچھ آفاق اور انفس میں ہے) تحقیق وُہ حق ہے اس حیثیت سے کہ تو اُسکی صُورت ہے اور وُہ تیرا رُوح ہے۔ فافہم ۔

(۱) سب میں پُورا ہے کسی میں کم نہیں!	بلکہ سرتاپا وُہی ہے ہم نہیں!!!
(۲) یہ ہے رازِ مخفی نہ کہنا تو عاجزؔ	نہ یہ ہے نہ وُہ ہے نہ مَیں ہوں نہ تو ہے

مثالِ کپڑے و لباس

سُنو مثال عجیب لباس	ہر کپڑے کی ذات کپاس
جُبّہ کوٹ قبا دستار	چولا چادر و سلوار
شکلاں گوناگون جُدا	ایضاً جُدا جُدا اسماء
لیکن ہیں سب عین کپاس	سوچ سمجھو کرو قیاس!
کپڑے اور کپاس تمام!	بُوجھو باہم عین غلام
نہ کپڑے کے بیچ کپاس	نہ ہی باہر نہ ہی پاس
یہ ہی معنیٰ قرب وصال	سوچ سمجھو کرو خیال
نہ ہر شے کے بیچ خُدا	نہ ہی باہر از اشیاء!
نہ نزدیک ہے نہ ہی دُور	خالق عالم عین ضرور

مثالِ زر و زیوراتِ آں

اور مثال عجائب جان	زیور و زر ایک پہچان

جھومر جھمکے چندن ہار	ایک ہی زر زیور بسیار
شرع کہے کہہ زیور لاکھ	ہر دم حفظ مراتب راکھ
کہے حقیقت جان بچپا	ایک ہی سونا جان صفا
بدلیں صفتاں لاکھ ہزار	ذات نہ ہرگز بدلنہار
ظاہر ہیں اسماء وصفات	نیچ حقیقت ذات ہی ذات

لہ یعنی درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ ہی اسماء اور صفات اور جمیع موجودات کی صورتوں میں ظاہر ہے۔

قال العارف الجامی قدس سرہٗ ۔ تا چند حدیثِ جسم و ابعاد و جہات ❊ تاکے سخن معدن وحیوان ونبات

یکذات فقط بود محقق نہ ذوات ❊ ایں کثرتِ وہمی زشئیونست وصفات

ترجمہ: یعنی کب تک جسم اور طول اور عرض اور عمق اور جہتوں اور معدن اور حیوان اور نبات کی باتیں ہیں فقط ایک ہی ذات محقق ہے کہ بہت سی ذاتیں اور کثرت وہمی شیئون اور صفات کی وجہ سے ہے۔ نیز لوائح جامیؒ میں ہے کہ حقیقتِ وجود اگرچہ تمام موجودات ذہنی اور خارجی پر منقول اور محمول ہوتی ہے لیکن اُسکے مراتب متفاوت ہیں بعض بعض پر فوق ہیں اور ہر مرتبہ میں اُسکے اسماء اور صفات اور نسب اور اعتبارات مخصوصہ ہیں جیسے مرتبہ اُلوہیت اور رُبوبیت اور مرتبہ عبودیت اور خلقیت پس مرتبہ اُلوہیت کے اسماء مثلاً اللہ اور رحمٰن وغیرہما کا اطلاق مراتب کونیہ پر عین کفر اور محض زندقہ ہے اسی طرح مراتب کونیہ کے اسامی مخصوصہ کا اطلاق مرتبہ اُلوہیت پر نہایت ضلالت اور خذلان ہے ۔ رباعی

اے بردہ گمان کہ صاحب تحقیقی ❊ واندر صفتِ صدق ویقین صدیقی

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ! ! ❊ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی !

مثالِ قند (کھانڈ) وکھلونے

قند (کھانڈ) منگا کر کئی ہزار
کہنے کو ہیں صُوَر (صورتیں بیشمار) انیک
ہاتھی گھوڑا بکری گاء
ہندو گاء نہ کھاوے مُول
ظاہر شکلوں بیچ فساد!
اصل حقیقت مُول ہر چند
ایسے ہی تو ہر نقصان

صورت شکلاں کر و تیار
لیکن خاص حقیقت ایک
کُتّا بلّا خُوک (سؤر ۱۲) بلاء
مُسلم خُوک نہ کرے قبُول!
باطِن میٹھا ایک سواد
وُہ بھی قند ہے وُہ بھی قند
راجع (رجوع کرنیوالا) طرف خلائق جان

۱ؔ انفاس العارفین میں شیخ ابو رضا محمد قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حق حضرتِ وجود کا نام ہے جو کہ مشہود فی الخارج ہے اور اپنی صرافت پر باقی ہے اور نقائص اضافیہ مثل کفر اور فسق اور قاذورات وغیرہا اگرچہ فی حد ذاتہا کمالات ہیں لیکن ان کو حضرتِ وُجود سے تعلّق نہیں ہے بلکہ وُہ اوصافِ عالم ہیں اگرچہ قیوم کُل حضرت حق ہے اسلئے کہ اگر کُفر اور معاصی کا قیوم حق نہ ہو تو وُہ کب موجود ہوں۔ اسی طرح تولد اور تولید اوصاف عالم سے ہے یعنی یہ تعیّنات اور صُوَر مبدلہ حضرتِ وجود کے اوصاف سے نہیں ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ اُسکے تعیّنات اور اوصاف اُمور اعتباریہ ہیں اسلئے کہ وُہ ذات کے نسب اور اعتبارات ہیں اور ذات باوُجود اِن سب میں ظاہر ہونے کے منزّہ اور مقدس ہے بلکہ صوفیہ صافیہ رضؓ کے مقولہ النقصان مقتضی استعدادات الماہیات (نقصان ماہیات

کی استعدادوں کا مقتضی ہے) کے بیان میں فرمایا کیا اِن ماہیات کا وُجود مستقل ہے کہ اِس کے لئے اِقتضا ہو اور اگر اِقتضا درحقیقت حضرتِ وُجود کے لئے ہے تو ماہیات کے ساتھ اِس کی نسبت کیا معنی رکھتی ہے۔ دراصل کوئی نقصان نہیں ہے۔ یہ سب کچھ لوگوں کی نظر میں ہے۔

ذاتِ مقدّس ہے لاریب ٭ پاک منزّہ از ہر عیب
دُوئی[1] کو کر دُور جوان ٭ ایک ہی دیکھ اور ایک ہی جان
ظاہر ہووے شرع شریف ٭ باطن حضرتِ عشق لطیف
تب ہوگا اے خُوب خِصال ٭ ظاہر باطن اہل کمال
یُوں ہیں اکثر با امثال ٭ یہ سمجھاویں صاحبِ حال
لیکن مُشکل کھیل غلام ٭ ہر اِک کا یہ ناہیں کام
وُہ[2] ہی جانے یہ اسرار ٭ جس کو چاہے ذاتِ غفّار

[1] رُباعیہ ؎ ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست ٭ در دلقِ گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانہ جمع ! ٭ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

(ترجمہ) ہمسایہ و ہمنشین اور ہمرہ سب کی صُورتوں پر وُہی جلوہ نما ہے۔ گدا کی گودڑی میں اور بادشاہ کے ریشمی لباس میں وُہی جلوہ نُما ہے انجمن کثرت میں اور نہانخانہ وحدت میں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وُہی ہے پھر قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وُہی ہے (لوائح جامیؒ)

[2] ؎ کما قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ صاحب بڑی بخشش کا ہے۔

دربیان سوالات علماءِ ظواہر بر قائلان وحدۃ الوجود و جوابات آں

سوال نمبر اوّل

چند سوال کیئے احباب (جمع حبیب دوست)	کان لگا کر سنو جواب
اوّل کیسے ایک ہی ہو!	کثرت عالم حد نہ کو!

جواب

وحدت والا گنج اسرار (خزانہ ۱۲)	کثرت موں ہے ظاہر یار
باجھ مثالاں سمجھ نہ آ	لِلّٰہِ[1] المَثَلُ الاَعلیٰ
مثل[2] سیاہی اور حروف	یا مٹی[3] کے کل ظروف (برتن ۱۲)

۱؎ اللہ تعالیٰ کے لئے بلند مثالیں ہیں ۲؎ تحفہ مرسلہ شریف کی شرح میں ہے کہ ذات حق کی مثال ایسی ہے جیسے تحریر کی سیاہی جس سے بیشمار کتابیں لکھی جاسکتی ہیں اور تمام حروف اور کلمات اُسی ایک سیاہی سے لکھے گئے ہیں باوجودیکہ ہرایک حرف اور کلمہ اور عبارت کی صُورت اور شکل اور خاصیت اور خط اور طریقہ سب جُدا جُدا ہیں اور سب کو یکساں کہنا حماقت ہے حالانکہ سیاہی کی ذات میں اس تفرقہ سے کچھ خلل نہیں واقع ہُوا ہے انتہیٰ پس کثرتِ عالم ہرگز وحدتِ ذات میں خلل انداز نہیں ہے ۳؎ صاحب مطالب رشیدی مثنوی اصل المعارف میں فرماتے ہیں نظم

فرض کردم خاک را اصلِ وجود ؎ کز وے آمد چند صورت در نمود

فرق صُوری ہست با جام و سبُو ✤ فرق معنیٰ نیست با ہم ہیچ رُو !

آں وُجودِ خاک کاندر جام ہست ✤ در سبو ہم اے ہمہ گلفام ہست !

گر سبُو و جام گویم عینِ خاک ! ✤ صادق ست و در حقیقت نیست باک

چوں نظر بر دارم از جام و سبو ✤ جملہ خاک اُفتد نظر اے نیک خُو +

ہر کپڑے کی ذات کپاس
جیسے[۱] شجرہ (درخت ۱۲) اور نوات (بیج ۱۲)
کثرت[۲] عالم نہیں مُخل (خلل انداز ۱۲)
وَحدت سے کُل کثرت جان
وَحدت کثرت عین ضرور

زیور چاندی کر و قیاس
بیحد صفتاں ایک ہی ذات
وحدت اندر صاحب دل
کثرت سے وحدت پہچان
کر تسلیم نہ ہو مغرور

۱ درخت اور بیج کی مثال مرآت العارفین خود حضرت امام حسین ابنِ علی علیہما السّلام اِس طرح بیان فرماتے ہیں فَعِلْمُہٗ بِذَاتِہٖ مُسْتَلْزِمٌ لِعِلْمِہٖ بِجَمِیْعِ الْاَشْیَآءِ اِذْ جَمِیْعُ الْاَشْیَآءِ کَانَتْ مُنْدَرِجَۃً فِیْہِ کَانْدِرَاجِ الشَّجَرَۃِ فِی النَّوَاۃِ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کو جاننا تمام اشیاء کے جاننے کو مستلزم ہے اِس لئے کہ تمام اَشیاء اُس میں مُندرج ہیں مثل مُندرج ہونے درخت کے گٹھلی میں پس جیساکہ درخت گُٹھلی میں اور گُٹھلی درخت میں ہے ایسے ہی کثرت وحدت میں اور وحدت کثرت میں ہے ۲ چنانچہ جواہرِ غیبی میں ہے کثرت اسماء اور صفات کی ذات کو متکثّر نہیں بناتی چنانچہ کثرتِ اعداد کی واحد کو معدُود نہیں کرتی اسی طرح تعیّنات اور تکثّرات کے تعدّد سے وُجودِ حقیقی متکثّر اور متعدّد نہیں ہوتا بلکہ وہ مظاہر

اور مجالی ہیں نہ یہ کہ اُن کا خارج میں علیحدہ وُجود ہے جو مرتبہ حقیقی کو متکثّر کرے اور اُن کو مرتبۂ ذات میں شیونات کہتے ہیں اور مرتبۂ علم میں اعیان ثابتہ اور مرتبہ شہادت میں جو جامع مراتب ہے خلق جانتے ہیں۔ اور لوائح جامیؒ میں ہے کہ حقیقۃ الحقائق یعنی ذات الٰہی تعالیٰ شانہٗ تمام اشیاء کی حقیقت ہے اور وُہ فی حدِ ذاتہٖ واحد ہے۔ عدد کی اُس میں سمائی نہیں ہے لیکن باعتبار تجلیات متکثّرہ اور تعینات متعدّدہ مراتب میں کبھی حقائق جوہریہ متبوعہ ہے اور کبھی حقائق عرضیہ تابعیہ پس ذات واحد بواسطہ صفات متعدّدہ جواہر اور اعراض کے متعدّد اور متکثّر دکھائی دیتی ہے اور من حیث الحقیقۃ ایک ہے جو ہر گز متعدّد اور متکثّر نہیں ہے۔ رُباعیہ ؎

اَے بر سرِ حرفِ این وآں نازدہ خط ؛ پندار دُوئی دلیلِ بُعد است و سخط

در جُملہ کائنات بے سہو و غلط ؛ یک عین مُحتجب دان وبکذات فقط +

سوال دوم

دُو جا کریں سوال تمام	اہل ظواہر لوگ عوام
ٹکڑے ہو کر گیا خُدا	ہر شئے اندر گیا سما!

جواب

جانؔ مُنزّہ ذات قدیم (حق سبحانہٗ ۱۲ جو ہمیشہ سے ہو)	در ہر شان بلا تقسیم! (بانٹنا)

ؔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شان و ہر صورت میں جلوہ نما ہے لیکن منقسم اور متجزّی ہونے سے مقدس اور پاک ہے۔

ہر صورت موں آپ خدا	ظاہر ہوا بلا اجزاء (جمع جزء ٹکڑا)
جیسے شمس (سورج) فلک (آسمان) کا نور	ہر ذرہ موں کیا ظہور
نہ متجزی (ٹکڑے ہونے والا) ہے خورشید (سورج)	نہ متبعض (بعض بعض ہونیوالا) ہے نہ قید
یا جوں شیش محل مکان	شیشے مختلف الالوان (مختلف رنگ والے ۱۲)
واحد شخص عکوس (جمع عکس) ہزار	جان برادر سوچ بچار
ہر شیشہ موں ہے موجود	ٹکڑے ٹکڑے نہیں وجود
نہیں حلول اور نہ اتحاد[۲] (ایک شے کا دوسری شے میں سمانا)	غیریت ہے کل فساد
شیشہ ہستی توڑ غلام!	ایک حقیقت (ذات) دیکھ تمام!

سوال سوم

تنہا[۱] کہیں معیت (ساتھ ہونا) ذات (حق سبحانہ)	ساتھ کثائف (جمع کثیف یعنی غلیظ ۱۲) قاذورات (پلید چیزیں ۱۲)

۱ چنانچہ تحفہ مرسلہ شریف میں ہے کہ وجودِ حق نہ تو موجودات میں حلول کرنیوالا ہے اور نہ اُن کے ساتھ متحد ہے کیونکہ حلول اور اتحاد کیلئے ضروری ہے کہ دو وجود ہوں تاکہ ایک دوسرے میں حلول کرے یا ایک دوسرے میں متحد ہو اور وجود واحد ہے اُس کیلئے ہرگز تعدد نہیں ہے اور تعدد جو ہے صفات میں ہے جس پر عارفین کا ذوق اور وجدان شہادت دیتا ہے

۲ ایک چیز کا دوسری چیز سے ملنا ۔

ہر گز جائز نہیں روا	پاک مُنزّہ ذات خُدا

جواب

اہلِ حقیقت (اولیاء اللہ) دیا جواب	جو ہیں خاص اُولُوا الْاَلْبَاب (صاحبِ دانش - دانا)
مولانا عبدُ الرّحمان	حضرت جامیؒ ذُو عرفان (صاحبِ معرفت)
بیچ لوائح[۱] (لوائح جامی ۱۲) با امثال	حل فرمائے کُل اشکال (مشکل بات)

لہ چنانچہ لوائح شریف میں ہے کہ حقیقت میں وُجود اُمور شریفہ کے ساتھ مُلتبس ہونے سے زیادتی کمال نہیں پکڑتا ہے اور مظاہر خسیسہ میں ظاہر ہونے سے نقصان قبول نہیں کرتا جیسا کہ آفتاب کا نُور پاک اور پلید سب چیزوں پر چمکتا ہے لیکن اُسکے نور کی بساطت میں کوئی تغیّر واقع نہیں ہُوا۔ نہ مُشک سے بُو حاصل کرتا ہے نہ پھُول سے رنگ، نہ خار سے عار رکھتا ہے نہ خارا سے ننگ ہے رُباعیہ

چوں خور ز فروغ خود جہان آراید ؛ بر پاک و پلید اگر بتابد شاید!
نہ نُورِ وے از ہیچ پلید آلاید ؛ نے پاکیِ اُو ز ہیچ پاک افزاید

یعنی جب سُورج چڑھتا ہے پاک اور پلید سب پر چمکتا ہے نہ سُورج کا نُور پلید چیز سے پلید ہوتا ہے نہ کسی پاک سے زیادہ پاک ہوتا ہے۔ اور جواہر غیبی میں ہے کہ رُوح انسان کے جسم میں موجود ہے اور محیط ہے اور باوجود اس قدر جسم کی پلیدیوں کے وُہ پاک اور لطیف ہے جیسا کہ تعلق سے پہلے پاک اور لطیف تھا پس نورِ حقیقی جو سب سے زیادہ لطیف ہے اُسے مظاہر خسیسہ میں ظاہر ہونے سے کیا نقص حاصل ہوتا ہے ؛

چمکے سُورج روز مُدام — بر ہر پاک پلید مقام

لیکن ہرگز نہیں پلید — پاک سے ہو نہ پاک مزید (زیادہ)

یا جیسا رُوح پاک لطیف — ہر جا اندر جسم کثیف

با آمیزش (ملاوٹ ۱۲) خُون پیشاب — رُوح نہ ہرگز ہو خراب

رُوح مُنوّر (روشن) اندر خاک — پاک و پاک ہے پاک و پاک

نیز حرُوف ہیں بیچ نوشت (تحریر ۱۲) — سیدھے ٹیڑھے خُوب اور زشت

خاکی آبی بادی نیز — ناری بھی ہیں حرف عزیز

لیک عوارض (لاحق ہونیوالی چیزیں ۱۲) کا اطلاق — حرفوں پر ہے بالاتفاق

خاص وُجود سیاہی جان — پاک ترین (بہت پاک) از ہر نقصان

ذات مُنزّہ (حق سبحانہٗ ۱۲) ہے لاریب (بے شبہ) — نقصوں پاک و پاک از عیب

ہے[۱] خود خیر المحض وجُود — شرّ کُلّی ہے لاموجُود

قَالَ[۲] الْعَارِفُ اَهْلُ السِّیَر — مَا صَنَعَ اللّٰهُ فَهُوَ خَیْر

کیا[۳] آدمؑ ہے کیا ابلیس! — کیا سُلیمانؑ کیا بلقیس!

۱ حضرت مولانا جامی قدس سرّہٗ لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات اور احوال اور افعال جو مظاہر میں ظاہر ہیں درحقیقت مضاف بحق ہیں پس اگر احیاناً اُن سے کوئی شر اور نقصان واقع ہو تو وہ کسی دوسرے امر کی جہت عدمیّت سے ہوگا اس لئے کہ وجود وجود ہونے کی حیثیت سے خیر محض ہے پھر اُس کی مثال فرمائی. مثلاً قتل شر ہے لیکن اُس کا شر ہونا قاتل کی قدرتِ قتل یا آلہ کی قاطعیّت یا عضوِ مقتول کی قطع کو قبول کرنے کی جہت سے نہیں ہے بلکہ یہ شر زوالِ حیات کی جہت سے ہے اور وہ ایک امر عدمی ہے الی غیر ذٰلک من الامثلہ ؎

هر جا که وجود کرده سیر است ای دل ‏ میدان بیقین که محض خیر است ای دل
هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود ‏ پس شر همه مقتضائی خیر است ای دل

۲ عارف صاحب سیر نے فرمایا ہے کہ جو کچھ اللہ نے بنایا ہے وہ محض خیر ہے ۳ قال الشیخ الاکبر قدس سرہٗ ؎

لَا اٰدَمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسُ ‏ لَا مُلْکَ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسُ
فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَّاَنْتَ الْمَعْنٰی ‏ یَا مَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسُ

یعنی عالم میں نہ آدمؑ ہے نہ ابلیس نہ سُلیمان ہے نہ بلقیس۔ یہ سب عبارت ہے اور تُو ہی معنیٰ ہے، اے وہ ذات جو دلوں کے لئے مقناطیس ہے ❊

کیا مُسلم ہے کیا زندیق
ہر اِک مُوں ہے حکمت خاص
عین مقیّد ہے مُطلق!

کیا کافر ہے کیا صدیق
جس کو جانیں خاص الخاص (اولیاء اللہ)
اوّل حق و آخر حق

لیکن حفظ مراتب جان ۔ تا ہووے تُو اہلِ عرفان

سوال چہارم

چوتھا کریں سوال عوام ۔ نامحرم از پاک کلام (قرآن مجید)
جیسکر غیر نہیں کوئی اور ۔ دوزخ جنّت ہے کس طور
ناجی (نجات پانیوالا) ناری (دوزخی) کس کا نام ۔ سُنو حقیقت کہے غلام

جواب

حضرت[۱] شاہ قطب الاقطاب ۔ اس کا ایسا دیا جواب (از اسرار المعرفت ۱۲)
ہر دو وصف (صفت) جلال جمال ۔ دوزخ جنّت کرو خیال
غُصّہ دوزخ رحم بہشت ۔ جان اسے اے نیک سرشت

۱ چنانچہ اسرار المعرفت میں جناب قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ صاحب محلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ نورِ احدیت سب تکلیف سے دُور ہے کیونکہ دوزخ وبہشت تو خود اُس ذات کی صفات ہے جیسا انسان کے وُجود میں غُصّہ ورحم موجود ہے تو خالق کے غُصّے وغضب سے مخلوق کو جہنم کا عذاب ورحم سے جنّت کا ثواب ہے لیکن خداوندِ افلاک ہر نسبت سے پاک ہے اور آگے اُس کا جواب واللہ اعلم بالصواب ہے

اپنی رحمت موں انسان	ہے خود بیچ بہشت مکان
اپنے غصہ موں ہر خام	اندر دوزخ جلے مدام! (ہمیشہ)
ایسے ہی پر کرو قیاس	جیکر ہو تم اہل شناس
راز الٰہی ہے بیچ فصوص (فصوص الحکم)	شیخ الاکبرؓ سے منصوص (محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ) (کمال تحقیق کو پہنچا ہوا)
ہے متألم اور محظوظ (دردمند) (خوش و بہرہ مند)	شاہد[2] فی لوح محفوظ (معشوق) (مراد ذات انسان)

سوال پنجم

پنجواں اکثر کریں سوال	کس پر حد حرام حلال

[1] حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فص یعقوبی میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں: ثُمَّ السِّرُّ الَّذِیْ فَوْقَ هٰذَا السِّرِّ فِیْ مِثْلِ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اَنَّ الْمُمْکِنَاتِ عَلٰی اَصْلِهَا مِنَ الْعَدَمِ وَلَیْسَ وُجُوْدٌ اِلَّا وُجُوْدُ الْحَقِّ بِصُوَرِ اَحْوَالِ مَا هِیَ عَلَیْهِ الْمُمْکِنَاتُ فِیْ اَنْفُسِهَا وَاَعْیَانِهَا فَقَدْ عَلِمْتَ مَنْ یَّلْتَذُّ وَمَنْ یَّتَاَلَّمُ یعنی پھر اس سے بڑھ کر اس مسئلہ میں یہ راز ہے کہ تمام ممکنات اپنے اصل عدم پر ہیں اور ان احوال کی صورتوں میں جن پر ممکنات اپنی ذات اور اعیان سے قائم ہیں۔ بجز وجودِ حق کے اور کوئی وجود نہیں پس تم نے جان لیا کہ کون لذت پاتا ہے اور کون تکلیف اٹھاتا ہے [2] بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ صاحب انسان کامل فرماتے ہیں کہ قرآن سے نفس ذات بلند صاحب مجد اور صاحب عزت مراد ہے جو لوح محفوظ نفس کلیہ یعنی انسان کامل کی ذات میں بغیر حلول کے ہے اللہ تعالیٰ حلول اور اتحاد سے منزہ ہے۔

امر نہی اور اجر ثواب ... کس کی خاطر سنو جواب

جواب

یہ[1] تکلیفی امر تمام ! ... بر اعیان خلائق عام
ظاہر بیچ شریعت جان ... (موجدات) باطن کا کچھ اور بیان
شیر شریعت سنو مثال ... دہی طریقت کرو خیال
مکھن خاص حقیقت حق ... پیر مغاں (شیخ کامل) سے پڑھو سبق

[1] چنانچہ تحفہ مرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اِنَّ الْعُبُوْدِیَّةَ وَالتَّکَالِیْفَ وَالرَّاحَةَ وَالْعَذَابَ وَالْاٰلَامَ کُلُّھَا رَاجِعَةٌ اِلَی التَّعَیُّنَاتِ وَاِنَّ ذٰلِکَ الْوُجُوْدَ بِاِعْتِبَارِ مَرْتَبَةِ الْاِطْلَاقِ مُنَزَّہٌ عَنْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا یعنی تحقیق عبودیت اور تکالیف اور راحت اور عذاب اور آلام سب تعینات کی طرف راجع ہیں اور وجود حق باعتبار مرتبہ اطلاق کے ان سب چیزوں سے منزہ ہے نیز حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیرپوری علیہ الرحمۃ رسالہ توفیقیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں تکالیف شرعی اور معاملات قصاص اور باہم دوستی اور دشمنی اور صلح اور جنگ اور امر و نہی وغیرہ کی بنا انہیں تعینات نفس الامری پر ہے اس لئے کہ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ہیں اور اُس کے موافق ظاہر ہوئے ہیں۔ پس موافقت اور توفیق درمیان شرع اور وحدۃ وجود ثابت ہوئی۔ حضرت ممدوح نے آیات اور احادیث اور دلائل عقلی و نقلی کے ساتھ کمال وضاحت سے شرع اور وحدت وجود کے درمیان موافقت ثابت کی ہے اس لئے اس رسالہ کا نام توفیقیہ رکھا ہے۔

ہر منزل کا نیارا طور
شرع عبادت ہے منظور
یعنی بعد وصال صلوٰۃ
شرک خفی ہے بالتحقیق!
غوث الاعظمؒ کا فرمان
اندر منزل خاص توحید
وحدت اندر خاص مقام
نہ کوئی جان حساب کتاب
جب احدیت کرے نزول
اسے پر عارف صاحب حال
باطن اندر ہو دل شاد
ظاہر سنو نصیحت پند
اللہ پاک کرے مقبول
منقول

یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور!
بیچ حقیقت شرک ضرور
کلمہ روزہ حج زکوٰۃ
مانو اور کرو تصدیق!
اس موں ہرگز شک نہ جان
نہ کوئی ہرگز پاک پلید
امر نہیں کا گیا ہے کام!
نہ کوئی اور عذاب ثواب
دوزخ جنت رہے نہ مول
ظاہر بیچ شریعت چال
نہ کر خوف و نہ کر یاد!
باطن ساتھ خدا پیوند
راضی ہووے نبی رسولؐ

۱؎ چنانچہ الہامات غوثیہ میں ہے مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ
یعنی جس نے ارادہ کیا عبادت کا بعد وصول کے پس تحقیق اُس نے اللہ بزرگ کے ساتھ شرک کیا۔ مطلب
یہ ہے کہ دُوئی کے ساتھ عبادت کرنا شرک ہے۔ دراصل وُہی عابد اور وُہی معبود ہے۔ ۲؎ حضرت
غوث الاعظم پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منزلِ توحید میں کچھ نہیں یعنی نہ بہشت نہ دوزخ نہ عابد
نہ معبود نہ عبادت، نہ عاشق نہ معشوق نہ عشق، نہ عارف نہ معروف نہ عرفان، نہ خدا نہ رسُول نہ مُرسل،
نہ مومن نہ کافر نہ ایمان، نہ واحد نہ توحید نہ وحدت، نہ طالب نہ مطلوب نہ مطلب، نہ من نہ ما نہ شما،

؎ نے اشارت گنجد اینجا نے زبان ✽ عارف اینجا میشود گنگ اللسان (از مرات الوحدت)

اور نور الوحدت میں ہے کہ اے سیّد چوں باایں مقام رسیدی کہ خود را ندیدی و اُو را دیدی آسودی
دُنیا و آخرت درحقِ تو یکے شُد و فنا و بقا و خیر و شر و وُجود و عدم و کُفر و اسلام و موت و حیات و طاعت
و معصیت عقب ماند بساطِ زمان و مکان در نُور دیدہ شُد۔ ترجمہ: اے سیّد جب آپ اِس مقام پر
پہنچ گئے کہ خود کو نہ دیکھا اور خدا کو دیکھا تو آپ کیلئے آرام و اطمینان ہے۔ اب دُنیا اور آخرت آپ کے
حق میں ایک ہو گئی۔ فنا اور بقا اور خیر اور شر اور وُجود اور عدم اور کُفر اور اِسلام اور مرنا اور جینا اور
عبادت اور گناہ یہ سب پیچھے رہ گئے اور زمان اور مکان کا فرش لپیٹا گیا اور حق ہی حق جلوہ گر ہو گیا

؎ دَیر و حرم کی قدر ہماری نگاہ میں ✽ پس ماندگانِ راہ کی منزل سے کم نہیں

سوال ششم

چھیواں کہیں اگر خود ذات
مومن کافر کس کا نام

ظاہر ہے با الموجودات (موجودات کے ساتھ)
کیا ہے کفر اور کیا اِسلام

جواب

ہر شے مظہر (جائے ظہور) ذاتِ خدا	فَهُوَ الظَّاهِرُ[۱] بِالْاَشْيَاءِ
کافر مظہر اسمِ مُضِل (گمراہ کرنیوالا)!	مَظہر ہادی (ہدایت کرنیوالا) صاحبدل (مومن)
کُفر ہے[۲] مظہر زُلف (غیب ہویت) نگار (شاہد ازلی)	اور اسلام ہے[۳] رُخ (تجلی الٰہی) دلدار (معشوق لم یزلی)
اے طالِب حق ظاہر جان	عالمُ خلق مظاہر (جمع مظہر) مان
عالَم مظہر اسم صفات	آدم ہے خود مظہر ذات
مظہر ظاہر جان عزیز	ظاہر عین مظاہر نیز!

۱ پس وہی ظاہر ہے ساتھ اشیاء کے ۲ چنانچہ اِصطلاحات صوفیہؒ میں ہے کہ زُلف عبارت از غیب ہویت است کہ کسے را بدو راہ نیست۔ یعنی زُلف سے غیب ہویت مُراد ہے جس سے کوئی واقف نہیں ہے اور فرمایا کہ زُلف عبارت از ظُلمتِ کُفر باشد یعنی زلف کُفر کے اندھیرے سے مراد ہے۔ ۳ اِصطلاح صوفیہ رحمہم اللہ میں رُخ سے تجلیاتِ آلٰہی مُراد ہیں۔ نیز چہرہ سے انوارِ ایمان کا کشف مراد ہے ونعم ما قیل ؎

اِختلافاتِ مذاہب جُملہ اوہام است وبس
یک حقیقت جلوہ گر در کُفر واسلام است وبس

یعنی مذہبوں کے اختلاف وہمی ہیں۔ دراصل ایک ہی حقیقت کُفر اور اِسلام میں جلوہ نما ہے +

دیکھ اگر ہے اہلِ بصیر (بینا ۱۲) فَھُوَ الظَّاھِرُ وَالْمَظْھَرُ [۱]
جان وُجود درخت اے یار مومن گُل ہے کافر خار
حفظِ مراتب جان ضرور لیکن سب ہے ایک ہی نور

سوال ہفتم

ستّواں اکثر کہیں عوام ہے افسوس نہ جانیں خام
گر ہے نیکی اور ضلال (گمراہی) پر تو صفت جمال جلال
کیا حاجت ارسالِ رُسُل (رسولاں) سُنو عزیز و کرو نہ غُل

[۱] پس وُہی ظاہر ہے اور وُہی مُظہر ہے چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ العزیز لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں: ہر گاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ مے شود غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر مظہر دیگر است وایضاً آنچہ نمودہ مے شود از ظاہر در مظاہر شبح و صورت است نہ ذات و حقیقت اِلّا وُجودِ حق و ہستیِ مُطلق کہ ہر جا کہ ظاہر ست و در ہمہ مظاہر بذاتہٖ ظاہر یعنی جسوقت کوئی چیز کسی چیز میں نظر آتی ہے تو ظاہر دیگر اور مظہر دیگر ہوتا ہے نیز جو کچھ ظاہر سے مظہر میں دکھائی دیتا ہے وُہ شبح اور صُورت ہے نہ کہ ذات اور حقیقت لیکن وجُودِ حق اور ہستیِ مُطلق جس جگہ ظاہر ہے عینِ مظاہر ہے اور تمام مظاہر میں بذاتِ خود ظاہر ہے ۔

جواب

اندر نیکی اور ضلال	بے مرسل (رسول) ہے فرق محال
مثل[۱] سکندر اعظم (نام بادشاہ) شان	طرف نوشابہ (نام بادشہزادی) ہوا روان
آپ ہی مرسل (بھیجنے والا) آپ رسول	آپ رسالت کرے قبول
اور[۲] خود آپ کرے انکار	یہ ہے عجب معمّا (چھپا ہوا۔ پہیلی) یار

سلہ یعنی جس طرح سکندر اعظم ایلچی کے لباس میں خود نوشابہ کے پاس گیا اور نوشابہ نے فراست سے پہچان کر کہا ؎

فرستندہٗ نے فرستادہٗ ؛ میانجی نہ بلکہ شہزادہٗ

یعنی تو بھیجنے والا ہے نہ کہ بھیجا گیا تو قاصد نہیں بلکہ خود بادشاہ ہے ایسے ہی حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں جلوہ فرما ہے اور خواص اُمت عارفین باللہ جنہیں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا عرفان حاصل ہے یوں فرماتے ہیں۔ قطعہ ؎

آمدہ از پئی رسالت خویش ! ؛ غیر مرسل بداں رسول اللہؐ

خود فرستندہ خود فرستادہ ؛ سوئے خود شد رواں رسول اللہؐ (از شرح کلمۃ الحق)

سلہ چنانچہ مکتوبات قدوسیہ میں حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ حدیث یا لَیتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا کے معانی میں فرماتے ہیں کہ عالم وجودِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل موجود ہے اور شرک اور کفر اور دوئی کی بھی وجود کے ساتھ نسبت ہے لہٰذا جب آپکی اس بات پر نظر پڑی تو آپکو وحدہٗ لاشریک لہٗ کہنا راست نہ آیا! اسلئے فرمایا یا لَیتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا یعنی کاش کہ رب محمدؐ کا محمدؐ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ ذٰلِکَ سِرٌّ عَزِیْزٌ ؛

سوال ہشتم

اٹھواں ناقص کہیں غریب
اول آخر ہے وہ ذات
علم، حیات، ارادہ تام (کامل)
کیوں پھر ہم کو نہیں عطا
کیوں یہ نا ہیں ہر انسان

جب ہے اللہ عین قریب
جامع کُل اسماء و صفات (جمع کرنیوالا ۱۲)
قدرت، سمع و بصر، کلام
جبکہ ہیں ہم عین خدا
المتصرف فی الاکوان (موجودات میں تصرف کرنیوالا)

جواب

ما شاء اللہ سنو جواب
قطرہ عین سمندر جان
قطرے کی ہے کیا مقدار
قطرہ ہووے آپ گداز (فنا)

قطرہ اور سمندر آب
بیش کمی کا فرق پہچان (زیادہ)
بحر عمیق سمندر تار! (گہرا سمندر ۱۲)
نیچ سمندر تریں جہاز

لہ یعنی جس طرح قطرہ من حیث الحقیقت عین سمندر ہے اِسلئے کہ قطرے اور سمندر کی ذات پانی ہے لیکن جو کمالات سمندر میں ہیں وُہ قطرہ میں نہیں پائے جاتے اِسلئے کہ باعتبار تعیّن اُن میں کمی اور بیشی کا بڑا فرق ہے اور جب قطرہ سمندر میں مِل جاتا ہے تو کمی اور بیشی کا فرق اُٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت وجود مراتب حقی اور خلقی میں ظاہر ہے لیکن صفات کاملہ مظاہر خلقیہ میں نہیں پائے جاتے چنانچہ انفاس العارفین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ در مظاہر ممکنہ وجود متجلّی است و صفات کاملہ یافتہ نمیگردد بسبب تنزّل بحسب آں نشاء یعنی خلق میں حق سمجا نہ ظاہر ہے اور صفات کاملہ نہیں پائے بہ سبب اُترنے موافق اُس عالم کے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عالم کی صورتوں میں تنزّل فرمایا۔ اس وجہ سے صفات واجبیہ حجُب امکانیہ میں چھپ گئیں۔ ہاں جب بفضلہٖ تعالیٰ کسی بانصیب کا قطرۂ ہستی بحرِ ذات میں مِل جاتا ہے اور وُہ درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے اور اخلاق الٰہی سے متخلّق تو اُس میں صفات کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کَمَا قَوْلُہٗ تعالیٰ وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے مادر زاد کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتا ہوں مُردوں کو ساتھ حکم الٰہی کے ؛

عاجز دیکھ نہ کر تو شور غُل !	قطرہ جُز و سمندر کُل
قطرہ آن پڑے دریا !	اُس کا بھی کچھ کہا نہ جا !
جو طاقت ہے بیچ انسان	ہاتھ مُوں اُسکے نہیں جوان
ہاتھ اُسکے کی قوّت تیز !	ایک اُنگلی مُوں نہیں عزیز

جُز کی طاقت کُل کی ہاں
ہرگز حاصل ہووے ناں

پس عالم کا زور تمام
سمع بصر و علم کلام!

نیز ارادہ اور حیات
یعنی کُل اسماء (جمع اسم) و صفات (جمع صفت)

ہوویں جمع اگر یک جا!
وُہ ہے طاقت ذات خُدا

لیکن قوّت ذات جلیل (حق سبحانہٗ)
ہر شے مُوں ہے قدر قلیل! (تھوڑا)

ہر آئینے کی مقدار!
سُورج پاک کرے چمکار

چھوٹے مُوں ہے تھوڑا نور
اور بڑے مُوں بہت ضرور

شمس (سُورج) سے کب نُور جُدا
یُوہیں ذات صفات خُدا

ہر یک اندر قدر قبول
نُور اِلٰہی کیا نزول (اترنا)

عین مُطابق استعداد (قابلیت)
ایک مرید اور ایک مُراد

حسب (اندازہ) لیاقت ہر انسان
ایک فرشتہ ایک حیوان

بعضے اندر قید ممات (مرنا)
بعضے مُردے کریں حیات

بعضے جاہل و پُر عیب	بعضے عارف عالم غیب
بعضے عاجز اور حقیر!	بعضے صاحِب کُن فقیر
بعضے ہستی اندر بند	بعضے ساتھ خُدا پیوند
آیا مخفی (پوشیدہ) طَور بنا!	ہر صُورت مُوں آپ خُدا

سوالِ نہم

نانواں کہیں ظواہر ہیں (علمائے ظاہر)	معنیٰ لفظ وُجود یقین

سلہ جاننا چاہیئے کہ اہلِ ظواہر کے نزدیک جو وُجود کا معنیٰ تحقق اور حصُول یعنی ثابت ہونا اور حاصل ہونا ہے یہ مصدری معنیٰ ہیں اور اُن کا خارج میں وُجود نہیں ہے کیونکہ حکماء اور اہلِ منطق اور متکلمین سب اس امر پر متفق ہیں کہ معنی مصدریہ معقولات ثانیہ کے قبیل سے ہیں اور اُن کا وُجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے بصرف سمجھنے میں ماہیات کو عارض ہوتے ہیں۔ اِس مسئلہ کا بیان بطورِ مثال اُردو مصادر میں کیا جاتا ہے۔ اِسی پر عربی مصادر کو قیاس کیا جائے۔ مثلاً کھانا، پینا، رونا، سونا وغیرہ کا وُجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے۔ جس شخص میں یہ پائے جائیں گے وُہ اَور چیز ہے اور طعام، پانی، آوازِ گریہ، غلبۂ خواب یہ الگ چیزیں ہیں لہٰذا جن چیزوں کا نام کھانا، پینا، رونا، سونا رکھا گیا ہے یہ چیزیں ذہن میں آسکتی ہیں کہ مختلف حالتوں کے نام ہیں جو کسی وقت میں کسی شخص یا کسی چیز پر وارد ہوتی ہیں۔ بنابریں وُجود بمعنی

تحقق اور حصول یعنی مصدری معنی کے لحاظ سے خارجی ہستی کچھ نہیں رکھتا ہے کیونکہ جیسا سابق مفصل بیان ہو چکا ہے معانی مصدریہ معقولات ثانیہ کے قبیل سے ہیں - اُن کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے بلکہ صرف ذہن میں آتا ہے کہ چند حالتوں کے نام ہیں - لہٰذا ذاتِ حق جو خارج میں موجود ہے اُس پر اُن شئے کا اطلاق کرنا نہایت نازیبا ہے - اُسکی شان ایسے معنیٰ کی نسبت سے نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے - از شرح تحفۂ مُرسلہ شریف ۰

کَون (ہونا ۱۲) حُصُول (حاصل ہونا ۱۲) تحقُّق (ثابت ہونا ۱۲) جان — مفہومات (مفہومات اعتباریہ) ہیں یہ پہچان

یہ مُنجُملہ معقولات (معقولات ثانیہ ۱۲) — عارِض (لاحق ہونیوالا) ہیں بالماہیات (ملنے والا حقائق)

اِن معنی کے ساتھ وجود — فی الخَارِج ہے لاموجُود

پس بانسبت ذات کمال — باطل محض ہے اَمر مُحال

جواب

سُنو جواب از اہلِ عرفان — تاتم بنو حقیقت دان

لفظ[۱] وُجود سے راکھو یاد — عین حقیقت ذات مُراد

۱ لوائح جامی علیہ الرحمۃ میں ہے کہ لفظ وُجود کبھی تحقق اور حصول یعنی ثابت ہونا اور حاصل ہونا کے معنیٰ میں آتا ہے جو معانی مصدری اور مفہومات اعتباری ہیں اور اِس اعتبار سے معقولات ثانیہ کے

قبیل سے ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے بلکہ ذہن میں ماہیات کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ محققین حکماء اور متکلمین نے اس کی تحقیق کی ہے اور کبھی لفظ وجود سے ایسی ہستی مراد لیتے ہیں جس کا وجود بذات خود ہے اور تمام موجودات کا وجود اس سے ہے اور درحقیقت اسکے سوا خارج میں کوئی موجود نہیں ہے اور باقی موجودات اسی کے ساتھ قائم ہیں جیسا کہ اکابر عارفین اور بڑے اہلِ یقین کا ذوق اس پر شاہد ہے رباعیہ ؎

ہستی بقیاس و عقلِ اصحاب قیود!	جز عارض اعیان و حقائق نہ نمود!
لیکن بمکاشفاتِ اربابِ شہود!	اعیان ہمہ عارض اند و معروض وجود

ترجمہ: اصحابِ قیود یعنی اہلِ ظواہر کے عقل اور قیاس میں وجود اعیان اور حقائق کو عارض دکھائی دیتا ہے لیکن اہلِ شہود کے مکاشفات میں اعیان سب عارض اور معروض وجود ہے۔ الحاصل قائلانِ وحدۃ الوجود بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات کو وجودِ مطلق کہتے ہیں مگر وجود سے ان کی مراد مصدری معنے نہیں ہیں جس کو اردو میں ہونا، پایا جانا کہتے ہیں جس پر اہل ظواہر کے اعتراض کی بنا ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغنود میں فرماتے ہیں کہ وجود سے صوفیوں کی مراد مصدری معنیٰ نہیں ہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہے اور معقولات ثانیہ سے ہے بلکہ وجود سے مراد ما بہ الموجودیّت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے وجود اور اپنے ارادہ سے ممکنات کے وجود کی مقتضی ہے پس وجود بمعنیٰ ما بہ الموجودیّت خالق اور مخلوق سب پر حاوی ہے۔

ہستی اُس کی ہے بالذّات	ساتھ اُسی کے موجودات
جو فی الخارج ہے موجود	نام ہے اُس کا خاص وجود

غیر ہے اُس کا محض عدم	نہ ہی تم اور نہ ہی ہم
چھوڑو صرف اں نحو عروض	فَهُوَ[۱] العَارِضُ وَالمَعرُوض

سوال دہم

دسواں کریں سوال حکیم!	حادث کیسے بنے قدیم
بے شک از ہم جان جدا	یہ بندہ اور وہ خدا

جواب

سُنو جواب عزیز از جان	مُرشد کامل کا فرمان
ذاتِ[۲] الٰہی بحرِ قدم	کالامواج حوادث ہم!
عند[۳] العقل حباب سوا	نزد حقیقت عینُ الماء
موج از بحر محیط سعید	ہرگز ہرگز نہیں بعید

۱ پس وُہی عارض ہے اور وُہی معروض ہے۔ ۲ یعنی ذاتِ حق ہمیشگی کا سمندر ہے اور ہم موجودات موجوں کی مانند ہیں۔ ۳ یعنی عقل کے نزدیک بُلبلہ پانی سے جدا معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل عین پانی ہے۔

نہ نزدیک ہے نہ ہی دور
(جسکی ذات مقتضی اس کے وجود کی ہو ۱۲)
ممکن واجب ایک پہچان
(جس کا ہونا نہ ہونا دونوں ضروری نہ ہوں ۱۲)
اور مثال عجیب غریب
قطرہ باراں وقت نزول!
پکڑ چنگاڑی خوب گھما
قطرہ خط چنگاری دور
ورنہ دور و الّا خط!
(گول ہونا)
کثرت[۱] عالم محض خیال

موج سمندر ایک ضرور
عالم ہے خود حق سبحان
سن توں محرم یار حبیب
خط کیصورت کرے قبول!
دائرہ آوے نظر صفا!
سرعت (تیزی) ساتھ بنے فی الفور (فوراً)
صرف تخیّل محض غلط
ہے متحقّق (ثابت) ذات کمال (حق سبحانہٗ وتعالیٰ)

۱ چنانچہ شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ جو اہلِ حقیقت کے پیشوا ہیں ارشاد فرماتے ہیں اَلْعَالَمُ مَا شَمَّتْ رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ یعنی عالَم نے وُجود کی خوشبو بھی نہیں سُونگھی ہے پس عالَم کا جو وُجود دکھائی دیتا ہے وُہ صرف مرتبہ وہم وخیال میں ہے۔ ہاں یہ وہم قدرت الٰہی سے ایک امرِ مستحکم ہے جو دیگر اُمور موہُومہ کی طرح رفع واہم سے مرتفع نہیں ہوتا اور خارج میں ذاتِ حق کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کے یہی معنی ہیں اور فتوحات کے باب ۵۴ میں ہے قد ثبت عند المحققین انہٗ ما فی الوجود الّا اللّٰہ ونحن وان کنا موجودین فانما کان وجودنا بہ ومن کان وجودہٗ بغیرہ فھو فی الحکم العدم یعنی محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور ہم اگرچہ موجود ہیں لیکن ہمارا وُجود اُسی کے ساتھ ہے اور جس کا وجود غیر کے ساتھ ہو وُہ حکم عدم میں ہے۔

ذاتِ قدیم[1] ہے خاص وجود (حق سبحانہ ۱۲) ۔۔ کثرتِ عالم لاموجود (عدم)

در بیانِ تنزّلاتِ خمسہ بالاجمال

نورِ حقیقت[2] مطلق ذات (مرتبہ احدیت) ۔۔ ظاہر ہُوا با نوارات (تجلیات)

کُلّی پانچ ظہور یقین! ۔۔ جان اِسے اے صاحبِ دین

اوّلؔ علمِ اجمالی جان (مرتبہ وحدت) ۔۔ ثانیؔ کو تفصیلی مان (علم تفصیلی، مرتبہ واحدیت)

سوّمؔ ظہورِ صُوَرِ ارواح (صورمیں، عالم ارواح) ۔۔ چہارمؔ جان صُوَرِ اشباح! (عالم اجسام، جمع شبح بمعنی بدن)

پنجمؔ فیما بینہما! (عالم ارواح اور عالم اجسام کا برزخ) ۔۔ صُوَرِ مثالی دیکھ صفا! (عالم مثال)

ــــــــــــ

[1] چنانچہ فتوحاتِ مکیہ میں ہے اَلْحَقُّ ھُوَ الْوُجُوْدُ وَالْخَلْقُ ھُوَ الْعَدَمُ یعنی حق ہی وجود ہے اور خلق عدم ہے۔ نیز قائلانِ وحدتِ وجود فرماتے ہیں اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ یعنی وجود واحد ہے غیر اُس کا موجود نہیں ہے۔ [2] رسالہ نورِ وحدت میں حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ خورد علیہ الرحمۃ فرزند حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں اے سیّد حقیقت مطلقہ کے ظہورات بے نہایت ہیں لیکن کلیات مراتب ظہور پانچ ہیں۔ اوّل ظہور علم اجمالی دوم ظہور علم تفصیلی سوم ظہور صُوَرِ روحانیہ چہارم ظہور صُوَرِ مثالیہ پنجم ظہور صُوَرِ جسمانیہ۔ اگر ظہورِ انسانی کو جدا تصور کیا جائے تو ظہورات کلیہ چھ ہونگے۔ اِن ظہورات کو تنزّلات خمسہ یا ستہ اور حضرات بھی کہتے ہیں۔

لیکن خاص ظہورِ انسان — جامع کُل مراتب جان

(حضرت انسان — جمع کرنیوالا حقی و خلقی نورانی و ظلمانی)

اِن کو عارِف اہل تمیز — کہیں مراتب ستّہ نیز!

(۶ — چھ)

سبعہ مراتب ذات تمام — کہو مفصّل نیز غلام

(سات — حق سبحانہٗ ۱۲ — تفصیل وار)

در بیان مراتب وُجود بالتفصیل

در مرتبہ احدیت

حق کے سات مراتب جان — شیخ مبارک کئے بیان

(شیخ محمدؒ مبارک المعروف ابوسعید رضی اللہ عنہ)

سے ۱ واضح ہو کہ حضرت شیخ محمد مُبارک المشہور ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ حضرت غوث الاعظم پاک رضی اللہ عنہ کے پیر طریقت ہیں عربی رسالہ تحفۃ المرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میں مراتب ستّہ کا مفصّل بیان فرمایا ہے۔ یہاں اُسکا اختصاراً ترجمہ طالبان حق کی تسلّی کیلئے ہر مرتبہ کیساتھ حاشیہ پر تحریر کیا جاتا ہے اور وُہ یہ ہے۔ تحقیق جانو کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ وُجود مطلق ہے اور اُس وُجود کیلئے نہ شکل ہے نہ حد ہے نہ حصر ہے اور معہذا یہ وُجود حد اور شکل میں ظاہر ہُوا ہے اور تجلّی کی ہے اور باوُجود اِس کے اُسکے عدم الشکل اور عدم الحد میں کچھ فرق نہیں آیا بلکہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ہے اور تحقیق وُجود واحد ہے اور لباس اُسکے مختلف اور متعدد ہیں اور یہ وُجود تمام موجُودات کی حقیقت اور اُن کا باطن ہے اور جمیع کائنات حتّیٰ کہ ذرّہ بھی اِس وُجود سے خالی

نہیں ہے اور فرمایا تحقیق اس وجود کے بہت مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ لاتعین اور اطلاق اور ذات بحت کا ہے نہ ان معنوں سے کہ اطلاق کی قید اور تعین کی نفی کا مفہوم اس مرتبہ میں ثابت ہے بلکہ ان معنوں سے کہ یہ وجود اس مرتبہ میں صفات کی اضافت سے منزہ اور ہر قید سے حتیٰ کہ قید اطلاق سے بھی پاک ہے۔ اس مرتبے کو مرتبہ احدیت کہتے ہیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی کُنہہ ہے۔ اس سے اُوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے بلکہ تمام مراتب اِسکے نیچے ہیں۔

اوّل ہے اَحدیّت ذات	مُطلق عَنْ اَسماءِ وصفات (اسموں اور صفتوں سے پاک)
یعنی ذات بِلا اسماء	کَنزُ المخفی گنج عماءٔ! (خزانہ پوشیدہ) (مرتبہ لاتعین)
نام نشان نہ راکھے مُول	صفتوں کو نہ کرے قبول
لاتعیّن محض وجود!	کُنْتُ کنزاً حق فرمود! (کُنتُ کنزاً مخفیاً)
غیب ہویّت حق سُبحان	فَھُوَ مُنقَطِعُ الوِجدان[1]
لاَ مُتخلِّق بِالاَخلاق![2] (مرتبہ ذاتی)	مُطلَق عَنْ قَیدِ الاطلاق
ذاتِ اَحَد نُورُ الاَنوار	ھُوَ لاَ یُدرِکُہُ الاَبصار
تنزیہوں تشبیہوں پاک!	اَعلیٰ عَنْ دَرکِ الاِدراک (ادراک یا پالینے سے بلند)

[1] پس وہ مُنقطع الوجدان ہے یعنی اُس کا پالینا دُشوار ہے۔ [2] یعنی اخلاق کے ساتھ متخلّق نہیں ہے

اور اطلاق کی قید سے پاک ہے۔ ۳ے یعنی ذاتِ حق تمام نوروں کا نور ہے اور اُسکو آنکھیں اِدراک نہیں کر سکتیں۔ ۴ے یعنی ذاتِ حق صرف تنزیہہ اور صرف تشبیہہ سے پاک ہے جیسا کہ شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ فص نوحیؑ میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اِس بات کو جانو کہ اہلِ حقائق کے نزدیک جنابِ الٰہی کو منزّہ سمجھنا اُسکو خدا اور قید لگانے کے برابر ہے لہٰذا تنزیہہ کا قائل یا جاہل ہے یا بے ادب ہے لیکن جب اُسکو مطلق جانے اور تنزیہہ و تشبیہہ دونوں کا قائل ہو جائے تو شریعتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جب صرف تنزیہہ پر ٹھہر جائے اور اُس کے سوا نہ دیکھے تو اُس نے حقتعالیٰ کی بے ادبی کی اور پیغمبران علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو جھٹلایا اور وُہ نہیں جانتا اور خیال کرتا ہے کہ اُسے کچھ حاصل ہے حالانکہ وُہ اپنے مطلب کو فوت کر چکا ہے اور وُہ اُن کی طرح ہے جو بعض کتاب پر ایمان لائے اور بعض کا اِنکار کیا۔ ترجمہ اشعار:۔ اگر تُو صرف تنزیہہ کا قائل ہے تو خُدا کو قید لگانیوالا ہے اور اگر صرف تشبیہہ کا قائل ہے تو حد لگانیوالا ہے اور اگر دونوں اَمروں کا قائل ہے تو مضبوطی والا ہے اور تُو علمِ معارف کا اِمام اور سردار ہے۔

دربیانِ مرتبۂ وحدت

دوجا وحدت خاص مقام ۱ے	برزخ کبریٰ اس کا نام!
کہیں تعیّن اوّل نیز	اُس کو عارف خاص عزیز

۱ے دوسرا مرتبہ تعیّنِ اوّل ہے اور اِس سے مُراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور اپنی صفات اور تمام موجودات کو بعض کو بعض سے امتیاز کئے بغیر اجمالی طور پر جان لینا ہے اور اِس مرتبہ کو وحدت اور حقیقتِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم کہتے ہیں۔ از تحفہ مرسلہ شریف۔

اپنے آپ موں آپ خُدا ۱؎
مِثل مفصّل (کھلا ہوا) مجمل در
یعنی اندر علم خُدا
اِس موں ظاہر ہوا کمال
اِس برزخ موں سب اعیان
فیما بین ظہور و بطون (موجودات)
نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں تمام (درمیان)
اصل اصول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاک

کیا تجلّٰی (ظہور ۱۲) بالاسماء (اسموں کے ساتھ)
اندر بیج مثال شجر (درخت)
مجمل طور تمام اشیاء
مبہم طور علی الاجمال
مجمل (پوشیدہ) غیر مفصّل جان
برزخ جامع ہے موزوں (پسندیدہ)
نیز حقیقت (حقیقت محمدیہ) احمد نام
پڑھ لولاک لما افلاک

۱؎ اِس کو کمال ذاتی کہتے ہیں جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ظہور اپنے آپ پر اپنے آپ میں اپنے لئے بلا اعتبار غیر اور غیریت کے ہے۔ اور اِس کمال ذاتی کو غنائے مطلق لازم ہے اور غنائے مطلق کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ من الازل الی الابد در پے تفصیل ہے سب کا مشاہدۂ کُلّی اجمالی طور پر اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات میں حاصل ہے اور اِس مشاہدہ کے باعث عالم کے تفصیلی ظہور سے مستغنی ہے کیونکہ حقتعالیٰ کو تمام موجودات کا مشاہدہ اپنے بطون اور وحدت میں کُل کے مندرج ہونے کے باعث حاصل ہے اور یہ شہود غیبی علمی ایسا ہے جیسا شہود مفصّل کا مجمل میں اور شہود کثیر کا واحد میں اور جیسے شہود درخت کا مع اپنی شاخوں اور پھل وغیرہ کے ایک گٹھلی میں۔

در بیان مرتبۂ واحدیّت

تیسرا[۱] درجہ حق سُبحان — واحدیّت کا سُنو بیان

اِس کو عارف اہل تمیز! — کہیں تعیّن ثانی نیز

مجمل[۲] (اکٹھا) مُبہم (پوشیدہ) کُل اشیاء (جمع شے) — اِس مُوں ہوئے مفصّل (کھلا ہوا) آ

فیض[۳] الاقدس (تجلی علمی) جوش نمود — ظاہر[۴] ہُوا وجود شہود!

[۱] تیسرا مرتبہ تعین ثانی ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور صفات اور تمام موجودات کو تفصیلی طور پر اور بعض کو بعض سے اِمتیازاً جان لینا ہے۔ اور اس مرتبہ کو واحدیت اور حقیقت انسانیہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں مراتب قدیمہ ہیں۔ ان کا آگے اور پیچھے ہونا عقلی ہے زمانی نہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف) [۲] اِسے کمال اسمائی کہتے ہیں جس سے مُراد اللہ تعالیٰ کا ظہور اپنے آپ پر اور اُس کی ذات کا شہود تعینات خارجیہ یعنی عالم اور مافیہا میں ہے اور یہ شہود عینی وجودی ایسا ہے جیسا شہود مُجمل کا مفصّل میں اور واحد کا کثیر میں اور شہود گٹھلی کا درخت اور اس کی شاخوں میں ہے اور یہ کمال اسمائی تحقیق اور ظہور کے اعتبار سے عالم اور عالم والوں کی ہستی پر موقوف ہے کیونکہ اسکے معنیٰ جو پہلے ذکر ہوئے ہیں تفصیلی طور پر عالم کے ظہور کے سوا حاصل نہیں ہوتے۔ (از تحفہ مرسلہ شریف) [۳] فیض حق دو قسم پر ہے، ایک فیض اُقدس دُوسرا فیض مقدّس۔ پہلے فیض اُقدس سے اعیان ثابتہ اور اُن کی اصلی اِستعداد علم الٰہی میں حاصل ہُوئی ہے اور دُوسرے فیض مقدّس سے یہ اعیان مع لوازمات اور توابع خود خارج میں ظاہر ہوئے ہیں [۴] جاننا چاہیئے کہ واحدیت اِن

چار قسموں پر منقسم ہے یعنی نور، وجود، شہود، علم۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اُوپر خود تجلّی کی اس کا نام نُور ہے اور اپنے آپ کو پایا یہ وُجود ہے اور اپنی خودی کے ساتھ خود حضور ہُوا یہ شہود ہے اور ان سب کو معلُوم کیا یہ علم ہے۔ اِصطلاحاتِ صوفیہ میں انہیں اعتبارات اربعہ کہتے ہیں۔

عِلم صفاتی نُور اسماء
از ہم دیگر ہوئے جُدا

کُل اَسماء احکام تمام!
اُس مُوں ظاہر ہُوئے غلام

اللہ واحِد ذات قدیم
رَبّ رَحیم کریم حَکیم!

حَیّ (زندہ) عَلیم (دانا) سمیع بصیر
اور مُرید کلیم قدیر!

اِسم عظیم (بڑا) جلیل (بزرگ) قہّار (بڑا قہر کرنیوالا)
مُعطی (عطا کرنیوالا) مانع (روکنے والا) نافع (نفع دینے والا) ضار (ضرر پہنچانیوالا)

اِسمُ الہادی (ہدایت کرنیوالا) اِسم مضِلّ (گمراہ کرنیوالا)
اِسم مُعِزّ (عزت دینے والا) اور اِسم مُذِلّ (ذلیل کرنیوالا)

یُوہیں جانو کُل اَسماء
فَلَہُ الاَسماءُ الحُسنیٰ

واجب ممکن کیا ظہُور!
حادث اور قدیم ضرور

حضرت؎ اَسماء کُل ارباب!
عالَم کا مربُوب خطاب

؎ واضح ہو کہ اسمائے کُلیہ الٰہیہ اٹھائیس ہیں۔ بدیع۔ باعث۔ باطن۔ آخر۔ ظاہر۔ حکیم۔ محیط۔ شکور

غنی الدھر ۔مقتدر۔ رب۔ علیم۔ قاہر۔ نور۔ مصوّر۔ محصی۔ مبین۔ قابض۔ حی۔ محی۔ ممیت۔ عزیز۔ رزاق۔
مذل۔ قوی۔ لطیف۔ جامع۔ رفیع الدرجات اور اسمائے کونیہ کلیہ مربوب اسمائے آلٰہیہ بھی اٹھائیس ۲۸ ہیں
عقل اول۔ نفس کل۔ طبیعت کل۔ جوہر ہبا۔ شکل کل۔ جسم کل۔ عرش۔ کرسی۔ فلک اطلس۔ فلک منازل
فلک زحل۔ فلک مشتری۔ فلک مریخ۔ فلک شمس۔ فلک زہرہ۔ فلک عطارد۔ فلک قمر۔ کرۂ آتش۔ کرۂ ہوا
کرۂ آب۔ کرۂ خاک۔ مرتبہ جماد۔ مرتبہ نبات۔ مرتبہ حیوان۔ مرتبہ ملائکہ۔ مرتبہ جنات۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ جامع
پس بدیع مربی عقل کل ہے۔ جس کو قلم اعلیٰ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور باعث موجد نفس
کل ہے جس کو لوح محفوظ کہتے ہیں اور باطن متوجہ طبیعت کل ہے اور آخر رب جوہر ہبا ہے جس کو
ہیولا کہتے ہیں الی الآخرہ فافہم اور اسمائے آلٰہیہ جزئیہ غیر منحصر ہیں۔ اُن کی گنتی کسی کو معلوم نہیں کیونکہ
مقابل ہر ایک اسمائے کونی کے اسمائے آلٰہیہ اُنکے ارباب ہیں اور اُن کی تربیت میں ہر وقت مشغول
ہیں۔ اور ہر کائن کی بازگشت اپنے رب کی طرف ہے جیسا کہ فرمایا مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا
اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پس کسی کو اپنے رب سے گریز نہیں اور اُسکی طرف جانا بھی صراط مستقیم
ہے وہ اسم جمالی ہو خواہ جلالی۔ کسی کو انکار جائز نہیں کیونکہ اپنی صورت میں حق ہے۔ سبحان اللہ درحقیقت
تمام اسمائے حق ہیں اور اسمائے کونیہ اور آلٰہیہ تعینات اور حجاب حق ہیں کیونکہ از روئے تعینات حفظ
مراتب لازم ہے ورنہ وُہی ذات ہر جگہ جلوہ فرما ہے۔ از صحائف غوثیہ ترجمہ لطائف غوثیہ۔

ظاہر کل اسماء پہچان!	اور اعیان مظاہر جان
مظہر ہادی صاحب دل	کافر مظہر اسم مضل
جنت مظہر اسم جمال!	دوزخ مظہر اسم جلال!

ہر اِک کا ہے نیارا طَور — یہ کچھ اَور ہے وُہ کچھ اَور
یہ عابد ہے وُہ معبُود — یہ ساجد ہے وُہ مسجُود!
یہ عالم ہے وُہ معلُوم! — یہ حاکم ہے وُہ محکُوم
ظاہر مُوں ہیں صُور انیک (بے شمار) — لیک حقیقت ایک ہے ایک
حِفظِ[1] مراتب کرو ضرور — اے پرجا نو واحِد نُور
اِسم مُسمّٰی ایک پہچان — صُورت معنیٰ ایک ہی جان
خالِق اور مخلوق بنام — لیکن واحِد ذات تمام!
خود عالم ہے خود معلُوم — غیر حقیقی ہے معدوم
یہ سب عِلموں جان نمُود — خارِج مُوں ہے ایک وُجود
ظاہر ہیں اسماء و صِفات — نیچ حقیقت ذات ہی ذات
تینوں درجے بُوجھ قدیم — بے تاخیر بلا تقدیم!
کہنے کو ہیں تین بیان — لیکن ایک حقیقت جان
حقّی اِن کو کہیں عزیز — خَلقی سُنو مراتب تیز!

[1] قال الجامی قدس سرہ السامی۔ ہر مرتبہ از وجود حدّے دارد ؏ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔

در بیانِ عالمِ اَرواح

چوتھا[1] حضرت رُوح شریف — جان مجرّد (جو مادہ سے پاک ہو ۱۲) پاک لطیف

صُورت مادہ شکلوں پاک — نہ از آب ہے نہ از خاک

نہ نزدیک ہے نہ ہی دُور — نہ ظاہر ہے نہ مستُور!

بے مانند بیچُون و چگُون — بے صُورت بے نقش و نمُون

بیچ اِضافت کرو نگاہ! — مِن[2] رُوحی فرمُود اللہ (حق سبحانہٗ)

۱ چوتھا مرتبہ عالم اَرواح ہے۔ اس سے مُراد عالمِ کون کی مجرّد اور بسیط چیزیں ہیں جو اپنی ذاتوں اور امثالوں پر ظاہر ہوتی ہیں یعنی وُہ کوئی چیزیں جو صُورت اور مادہ سے مجرّد اور پاک ہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف)

۲ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنی جب مَیں اِنسان میں اپنی رُوح پھُونکوں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالٰی کی رُوح اُس کی ذات ہے اِس لئے اُس کی رُوح کو مخلوق کہنا جائز نہیں اور وُہ رُوح القدس ہے یعنی وُہ رُوح نقائص کونیہ سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدمؑ میں خُدا نے اپنی رُوح پھُونکی تو اُس کی طرف فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حُکم دیا گیا چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے اِبلیس کے جو اِنکار کی وجہ سے مردود ازلی وابدی بنایا گیا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السّلام میں نُورِ حق کو دیکھ کر سجدہ کیا پس فرشتوں نے درحقیقت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ شاہد ازلی و اَبدی کو سجدہ کیا اور جو کچھ فرشتوں نے دیکھا شیطان کو نظر نہ آیا اِسلئے کہ وُہ قہرِ الٰہی کی وجہ سے آدم میں جمالِ حق دیکھنے سے محجوب تھا۔ ونعم ما قیل ۵

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہٖ ! فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَجَدَ

یعنی اگر شیطان آدم علیہ السلام کے چہرہ میں اُس کے طلعتِ نور کو دیکھتا تو سب سے پہلا سجدہ کرنیوالا ہوتا۔ (از مواہب لدنیہ)۔

جامع کُل ارواح جہان — رُوح الاعظم لامکان
خاص خلیفہ حضرت ذات (حق سبحانہٗ) — خود مفتاح (کنجی ۱۲) الموجودات (عالم)
قلمُ الاعلےٰ اُس کا نام! — عقلُ الاوّل مظہر تام (کامل)
یعنی نور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پاک! — پڑھ لَوْلَاکَ لَمَا اَفْلَاک
اُس سے ظاہر کُل ارواح — پاک منزّہ از اشباح (اجسام)!
محض مجرّد (جو مادہ سے پاک ہو) خاص بسیط (جو مرکب نہ ہو) — اطہر (بہت پاک) انور (بہت روشن ۱۲) جان محیط (احاطہ کرنیوالا)!
ظاہر[۱] اُس سے ہوا جہان — کُل اعیان (صور علمیہ ۱۲) و کُل اکوان (مخلوقات)!
عینُ العلم و عینُ العین — فہو الظّاہر فی الدّارین (دونوں عالم ۱۲)

دربیان عالم مثال

۱؎ یعنی رُوح الاعظم علم کا عین اور عین کا عین ہے پس دونوں عالم میں ظاہر ہے۔

پنجواںؔ عالم جان مثال
کُل ارواح اور کُل اعیان
لیکن با اشکال لطیف
نہ وُہ جسم مرکب تار!
(ترکیب دیا گیا) (تاریک)
بانسبت ارواح کثیف
اِس برزخ موں میری جان
نہ تبعض کو کریں قبول
(بعض بعض ہونا)
ہرگز ٹوٹیں نہیں سدا
نہیں طعام اور نہیں شراب
پاک از کُلّی عیب قصور

عارف اِس کو کہیں خیال!
اِس برزخ موں ظاہر جان
غیر مکدّر غیر کثیف!
(پاک اور صاف)
نہ وُہ رُوح بسیط ہے یار
(جو مرکب نہ ہو)
بانسبت اجسام لطیف
(پاک۔ پاکیزہ)
سبہ اجسام نورانی جان
نہ متجزّی ہوویں مُول
(ٹکڑے ٹکڑے)
خواہ اُن پر شمشیر چلا!
نہ بیداری نہ ہی خواب!
جہت زمان مکان سے دور

سے پانچواں مرتبہ مثال ہے اور اِس سے مُراد اشیائے کونیہ مرکبّہ لطیفہ ہیں جو جز دجزو ہونے اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور پھٹنے اور جُڑنے کو قبول نہیں کرتی ہیں یعنی عالمِ مثال نہ تو جسم مُرکّب مادی ہے اور نہ جوہر مجرّد عقلی ہے بلکہ عالمِ اجسام اور عالمِ مجرّدات کے درمیان مقام برزخ اور حدِّ فاصل ہے۔ از تحفہ مُرسلہ شریف۔

اِس بَرزخ موں ہر موجود	راکھے شکلیں لا محدود (بے شمار)
ظاہر چشماں کریں خطا	دیدہ دل سے خوب تکا!
تا تو ویکھے بالتحقیق	سرِّ معانی بحرِ عمیق!
یہ[1] برزخ ہے دو اقسام	مطلق اور مقیّد نام
جو ہے نیچ خیال انسان	اُسے مثال مقیّد جان
جو نہ آوے نیچ خیال!	اُس کو مطلق جان مثال

[1] واضح ہو کہ محققین کے نزدیک مثال دو قسم ہے۔ ایک وُہ ہے جس کے اِدراک میں قوّت متخیلہ انسانی کی شرط ہے۔ اُسے مثالِ مقیّد اور خیالِ متصل کہتے ہیں۔ وُہ خواب اور خیال میں ظاہر ہوتا ہے۔ اُس میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے گاہے صحیح اور گاہے غلط ہوتا ہے۔ دوم وُہ ہے جس کے اِدراک میں قوّت متخیلہ کی شرط نہیں ہے۔ اُسے مثالِ مطلق اور خیالِ منفصل کہتے ہیں۔ سالک جب مثالِ مقیّد سے ترقی کر کے مثالِ مطلق تک پہنچ جاتا ہے تو وُہ جو کچھ دیکھتا ہے بالکل صحیح اور درست ہوتا ہے۔ عقول اور نفوسِ مجرّدہ کا شہود صُور جسمانیہ میں اہلِ کشف کو اِسی عالم میں ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جبرائیل علیہ السّلام کا ظہور دحیہ قلبیؓ کی صُورت پر ہُوا کرتا تھا اور یہ مکاشفہ انبیاء اور خاصانِ خُدا کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم۔

ہر ہر صُورت اندر جان	کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شَان[2]

۲ے ہر روز وُہ نئی شان میں ہے یوم بہ معنی تجلّی ہے جیساکہ انسانِ کامل میں ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اگرچہ بالذّات تغیّر کو نہیں قبول کرتا ہے لیکن اُسکی ہر تجلّی میں ایک تغیّر ہے جس کو متحوّل فی الصّوَر کہتے ہیں۔ پس اُس کا نہ متغیّر ہونا حُکم ذاتی ہے اور تجلّیات میں تنوع امرِ وُجودی عینی ہے یعنی وُہ مُتحوّل فی الصّوَر ہے اور متحوّل بالذّات نہیں ہے جیساکہ اُس کا کمال مقتضی ہے کیونکہ جس حیثیت سے کہ وُہ ہے اُسی حیثیت پر ہے اور کوئی طریقہ اُس حیثیت سے اُس کے مُتغیّر ہونے کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس سے منزّہ ہے اور یہ امر کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کا ایک بھید ہے انتہیٰ۔ متحوّل فی الصّوَر حدیث مندرجہ صحیح بخاری سے ثابت ہے پس باوجود صُورتیں بدلنے کے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ یعنی اپنی صرافت ذاتی پر باقی ہے۔

ساتھ کثافت خلق جہان[1]	ساتھ لطافت حق سُبحان
عین لطیف اور عین کثیف	جامع ہر دو ذات شریف

دربیانِ عالمِ اجسام

چھیواں عالم ہے اجسام[2]	عالمِ مُلک ہے اس کا نام

۱ے یعنی لطافت اور کثافت ہر دو وصف ذاتی ہیں اس لئے کہ اُسکا غیر موجود نہیں ہے۔ پس باعتبار لطافت کے وُہ حق ہے اور باعتبار کثافت کے وُہ خَلق ہے ۲ے چھٹا مرتبہ عالمِ اجسام ہے اور اُس سے مُراد اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور جدا جدا ہونے کو قبول کرتی ہیں یعنی جو کوئی چیزیں طول عرض اور عمق رکھتی ہیں وُہ عالم اجسام میں داخل ہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف)

عرش بریں تا تحت ثریٰ (زمین کے نیچے)
کُل اَجرام کواکب ہا (ستارے) (اجسام سماوی)
اور مُرکّب تین پہچان
ہر یک کے ہیں بہت اقسام (قسمیں)
خلقت عالم بے انداز (بیشمار)
خَلق او پائی اُس بے چُون
یہ سب جان طلسم جوان (شعبدہ)
ہر ہر صُورت بیچ سِما
یہ ہیں خاص مراتب ذات (حق سبحانہٗ ۱۲)
ہر یک کا ہے نام جُدا
لیک حقیقت سب کی ایک

ہفت زمین اور ہفت سما (آسمان)
پانی مٹی آگ ہوا! (اربعہ عناصر)
خاص جماد نبات حیوان (موالید ثلاثہ)
خارج از حد علم عُلام
پیدا کی اُس حکمت ساز (حکیم مطلق)
قسم و قسم و گونا گُون! (رنگ برنگ)
ظاہر ہے خود حق سُبحان
پرگھٹ ہے وہ ذات خدا
حقی خلقی سُن رے بات
ہر یک کے احکام جُدا
سوچ سمجھو جانو نیک

در بیان مظہر جامع انسان

بالآخر حضرت انسان[۱]	خاص خلیفہ حق سبحان
ہے[۲] مخلوق بصورت ذات	جامع کُل اسماء وصفات
برزخ[۳] جامع ہے انسان	بَیْنَ الْوَاجِبِ وَالْاِمْکَان

۱ ساتواں مرتبہ جامع جمیع مراتب مذکورہ جسمانیہ اور نورانیہ اور وحدت اور واحدیت کا ہے اور وہ تجلّی آخیر اور لباس آخیر ہے اور یہ انسان ہے۔ پہلا مرتبہ ان میں سے لاظہور کا مرتبہ ہے اور باقی چھ ظہور کلیہ کے مراتب ہیں اور ان میں سے آخری مرتبہ یعنی انسان جب عُروج کرتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ معہ اپنے انبساط کے ظاہر ہوتے ہیں اور اس کو انسان کامل کہتے ہیں۔ اور عروج اور انبساط اکمل طور پر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حاصل ہے اور اسی لئے آپ خاتم النّبیین ہیں۔ از تحفہ مرسلہ شریف۔ اور مرآت العارفین میں ہے وَاَمَّا الْاِنْسَانُ الْکَامِلُ فَھُوَ نُسْخَۃٌ جَامِعَۃٌ لِجَمِیْعِ النُّسَخِ وَھُوَ الْمُسْتَخْرَجُ وَالْمُسْتَنْبَطُ مِنَ الْکُلِّ وَھُوَ الْجَامِعُ بَیْنَ الْحَقَائِقِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَالْکَوْنِیَّۃِ یعنی لیکن انسان کامل پس وہ نسخہ جامع واسطے تمام نسخوں کے ہے اور وہ کل سے منتخب اور مستنبط ہے اور حقائق الٰہیہ اور کونیہ کا جامع ہے۔ اور حضرت شیخ الاکبر قدس سرہٗ اِنشاء الدّوائر میں فرماتے ہیں کہ انسان دو نسخہ ہے نسخہ ظاہر اور نسخہ باطن۔ نسخہ ظاہر تمام عالم کے مشابہ ہے نسخہ باطن مرتبہ الٰہیہ کے مشابہ ہے۔ پس انسان باعتبار اطلاق اور حقیقت کُلی ہے اور وہ تمام موجودات قدیمہ اور حدیثہ کو قبول کرنیوالا ہے اور اس کے سوا کوئی اس امر کو قبول نہیں کرتا کیونکہ عالم کی کوئی جز الوہیت کو قبول نہیں کرتی اور الٰہ عبودیت کو قبول نہیں کرتا بلکہ عالم سب کا سب عبد ہے اور حق الٰہ واحد اور صمد ہے پس حق سبحانہٗ کو ان اوصاف سے موصوف کرنا جائز نہیں جو اوصاف الٰہیہ کے مخالف ہوں جیسے عالم کو ان اوصاف سے موصوف

نہیں کر سکتے جو اوصاف حادثۂ عبودیّت کے مخالف ہیں پس انسان کے واسطے دو نسبت کاملہ ہیں ایک نسبت سے وُہ حضرت الٰہیہ میں داخل ہوتا ہے اور ایک نسبت سے مرتبہ کیانیہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس مرتبۂ کیانیہ میں اُس کو عبد کہتے ہیں اِس لئے کہ وُہ مُکلّف ہے اور حضرت الٰہیہ میں اُس کو رَبّ کہتے ہیں اِس لئے کہ وُہ خلیفہ ہے۔ از شرح مرآت العارفین۔ ۲؎ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اَیْ عَلٰی صِفَاتِہٖ بَلْ عَلٰی حُکْمِ ذَاتِہٖ خُدا نے آدم کو اپنی صُورت پر بنایا یعنی اپنی صفات پر بلکہ اپنی ذات کے حکم پر ظاہر کیا۳؎ قال الجامی قدس سرہٗ ؎

آدمی چیست برزخ جامع ؎ صُورتِ خَلق وحق درو لامع

فَھُوَ۱؎ الْخَالِقُ وَالْمَخْلُوْقُ	وَھُوَ الْعَاشِقُ وَالْمَعْشُوْقُ
ظاہر میں ہے بَشر ضرُور!	باطن اُس کا حقّی نُور
نُسخہ جامع اُمّ کتاب	کُل دفتر کا لُبّ لُباب
ابن العربیؒ۲؎ کا فرمان	عالَم جُثّہ رُوحِ انسان
آدم کُل سبھی اَجزاء	ہے وُہ اصل ہمہ اَشیاء

۱؎ پس وُہی خالق ہے اور وُہی مخلوق ہے اور وُہی عاشق ہے اور وُہی معشوق ہے ۲؎ چنانچہ نصُوص الحکم میں شیخ الاکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں وَجَعَلَہٗ رُوْحًا لِلْعَالَمِ یعنی خُدا نے انسان کامل کو عالَم کا رُوح بنایا ہے۔

سرّ اللہ فی القرآن[1] — بالتحقیق ھو الانسان

فالانسان ھو المطلق[2] — حقّ الحق و حقّ الحق

روح الروح و کلّ الکل — احمد مرسل ختم رسل

مظہر کامل ذات خدا — اسم الاعظم سرّ عماء

سہ[3] صورت پر ہے انسان — بشری ملکی حقی جان

انا بشر فرمود رسول (قل انما انا بشر مثلکم) — پر تم ہر گز کہو نہ مول

سنو حدیث مکرّم تم — انّی لست کاحدکم

١ یعنی اللہ کا راز قرآن میں تحقیق وہی انسان ہے ٢ پس انسان بے قید اور مطلق ہے اور حق الحق اور حق الحق ہے ٣ تفسیر قادری میں کہٰیٰعص کے تحت میں ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تین صورتیں ہیں۔ ایک صورت بشری جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی کہہ اے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ دوسری ملکی جیسا خود حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ یعنی میں تم سے کسی کی مثل نہیں ہوں تیسری حقّی جیسا خود آپؐ نے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ یعنی میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل نہیں سما سکتا اور اس سے بھی کھلی ہوئی حدیث ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

صُورت حقّی کرو یقین
لِیْ مَعَ اللہ خاص مقام
خود فرمایا[1] پاک رسُولؐ
اَنَا اَحْمَدُ بے میم حدیث
(اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ)
ذات محمّد ذات خُدا
(بَلْ عِلْمُہٗ عِلْمُہٗ وَ ذَاتُہٗ ذَاتُہٗ)
ایک[2] ہی نُور اور ایک ہی ذات
اوّل آخر ذات پہچان
(اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ)
اوّل کل ہے پاک رسُولؐ

تا تم بُو حقیقت بین
مَنْ رَاٰنِیْ بُوجھ غلام
(مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ)
مان لیو اور کرو قبُول
جو نہ مانے جان خبیث
از ہم ہرگز نہیں جُدا
ایک ہی اسماء ایک صِفات
ظاہر باطن ایک ہی جان
(وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ)
آخر سب کے کیا نزُول

[1] حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں عمرؓ پرسید پس ذات خاص حضرت چہ باشد پیغامبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمود انا احمدُ بلا میم یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضورؐ کی ذات خاص سے کیا مراد ہے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میں احمدؐ ہوں سوائے میم کے یعنی میں اَحد ہوں۔ قال الشیخ العطار قدس سرہٗ

گفت اَنَا احمدُ بلا میم ! ؎ از زباں پاکِ احمدِ مختار !

اور فرمایا مُصطفےٰ را حق بدان وحق بہ بین ؎ مُصطفےٰ بد نُورِ ربّ العالمین (از مکتوبات قدسیہ)

[2] حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ نورِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود نورِ خدا است یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نُور عین خُدا کا نُور ہے۔

نیچ[1] مراتب حق سُبحان
لیکن ہے خود بعد ظہور!
جیسکر کرے عُروج انسان
لیکن یہ بروجہ کمال!
وُہ ہیں مَظہرِ خاص اَتم
(کامل) پاک محمّد ہے خود ذات
یہ کُل سات مراتب جان
جسکو یاد مراتب سات
سَیر نزولی ہوا تمام

جانو قبل ظہورِ انسان
عالَم اُس کے نیچ ضرور!
فَهُوَ الْاٰنَ كَمَا هُوَ كَانَ
ہے جُز احمدؐ پاک محال
اُن پر کُل مراتب (ختم) تمّ
لاکھاں بار کہو صلوات
اَوّل حق آخرِ انسان
وُہ ہے اہل حقیقت ذات
سَیرِ عُروجی کرو غلام

دربیانِ ذکرِ پاسِ انفاس و نفیِ اثبات

[1] چنانچہ مرآت العارفین میں ہے لَاشَكَّ اَنَّ الْاِنْسَانَ قَبْلَ ظُهُوْرِهٖ كَانَ مُنْدَرِجًا فِيْ جَمِيْعِ الْمَرَاتِبِ كَانْدِرَاجِ الْكُلِّ فِيْهِ بَعْدَ ظُهُوْرِهٖ یعنی بے شک انسان اپنے ظہورِ عنصری سے پہلے تمام مراتب میں مندرج تھا جیسے تمام مراتب بعد ظہورِ انسان میں مندرج ہیں۔

اَوّل پیرِ مُربّی پاس
جو دَم اندر جاوے یار! (سانس)
اور جو دَم پھر باہر آ
ذِکرُ المخفی اسے مقبُول
بعدؔ بقرِ پیش از عمران (سورہ بقر، سورہ آل عمران)
"ھُوْ" کا معنیٰ پیر ہے پیر!
کرو تصوّر دم بدم!
یُوں فرمایا پیرِ مُغان (پیر کامل)
ذِکرِ خفی میں ہے مشغُول!
جو کوئی اُس کا کرے خیال
سیکھو نیز نفی اثبات (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ)

جا کر سیکھو پاسِ انفاس (ذکر خفی)
اُس میں ذاتی نام چیتار
اُس میں مخفی ذِکر کما!
حَسبُ الحکم حدیثِ رسُول
اِسمُ الاعظم "ھُوْ" پہچان!
اُس کی صُورت بدرِ مُنیر!
آوے راحت جاوے غم (خوشی۔ آرام ۱۲)
ہر ذی رُوح و ہر انسان (جانور)
اُپر خبر نہ راکھے مُول
وُہ خود پاوے قُربِ وصال
سمجھو پیر سے اُسکی گھات

ؔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اِسم الاعظم سورۃ بقرہ کے آخر اور آل عمران کے اوّل میں ہے۔ اور فصوصُ الحکم کی شرح تاویلُ المحکم کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ لفظ بقرہ کا آخر (ہ) اور لفظ آل عمران کا اوّل (و) ہے پس حسب حدیث اسمُ الاعظم ھُوْ ہے۔

لَآ اِلٰہَ نفی پہچان
نفی[۱] کرو کُل موجودات
یعنی غیر نہیں موجود
ظاہر ہے بروجہ کمال
پاک محمدؐ اُس کا نور
معنی محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پس[۲] بے شرط وضو دن رات

اِلَّا اللہ اثبات بدان
ثابت کرو خدا کی ذات (جان)
اِلَّا واحد ذات وجود!
بالاوصاف و بالافعال
مظہر کامل خاص ظہور
بے تخصیص ہمہ اوقات

۱؎ چنانچہ مکتوبات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پرسید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُراد کلمہ چیست رسول علیہ السلام فرمود اے عمرؓ مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ این است کہ نیست موجود کسے سوائے ذاتِ واحد و محمدؐ ظہورِ خدا است یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد کلمہ سے کیا ہے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمرؓ مراد کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے یہ ہے کہ نہیں موجود کوئی سوائے ذاتِ واحد کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور خدا کا ہیں۔

۲؎ تحفہ مرسلہ شریف میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اے طالب! اگر تُو واصل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور فعل میں ظاہر اور باطن میں تابعداری کر۔ پھر اس کے بعد وحدۃ الوجود کا مراقبہ کر یعنی معنی کلمہ طیبہ کے مدِ نظر رکھ۔ اِس میں وضو کی شرط نہیں ہے اور اگر ہو تو بہتر ہے اور کسی وقت کی خصوصیت بھی نہیں ہے

اور نہ ہی سانس کے اندر اور باہر جانے کا کوئی لحاظ ہے اور نہ ہی اس میں کلمہ طیبہ کے حروف کا ملاحظہ ضروری ہے بلکہ ہر حال میں کھڑے اور بیٹھے چلتے اور لیٹے اور حرکت کرتے اور سکون کرتے، کھاتے اور پیتے کلمہ طیب کے فقط معنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور مراقبہ وحدۃ الوجود کا طریقہ یہ ہے کہ تو پہلے انا ہونے کی نفی کرے اور انائیت اس کو کہتے ہیں کہ تو اپنی حقیقت اور اپنے باطن کو حق سبحانہ وتعالیٰ کا غیر جانے پس اسی انانیت کی نفی کرنی چاہیئے اور یہی لَآ اِلٰہَ کے معنی ہیں۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے باطن میں ثابت کرے اور یہی اِلَّا اللہ کے معنی ہیں۔ اگر تم یہ سوال کرو کہ جب وجود واحد ہے اور اس کا غیر موجود نہیں ہے تو کس چیز کی نفی کی جائے اور کس چیز کو ثابت کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیریت اور دوئی کا وہم خلقت کیلئے پیدا ہو گیا ہے حالانکہ یہ وہم باطل ہے۔ پس تجھ کو واجب ہے کہ پہلے اس وہم کی نفی کرے اور پھر اپنے باطن میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا اثبات کرے۔ اے طالب جب فضل الٰہی سے تجھ پر حال غلبہ کرے گا تو پھر تجھ کو اپنی وہمی انانیت کی نفی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی اور تجھ میں سوائے اثبات حق سبحانہ وتعالیٰ کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس مقام کی توفیق بخشے آمین۔

بے الفاظ حروف کلام	چلتے بیٹھے پڑھے مدام
رکھ ملحوظ بخوب نمط	معنے کلمہ پاک فقط
اگر کہو تم میری جان	اس معنے میں ہو حیران
جبکہ غیر نہیں بالذات	کس کی نفی کیا اثبات

مان لیو اور کرو قبول
یوں فرمایا پاک رسولؐ

غیریت کا وہم نفی
کرو یہی ہے شرک خفی

اور کرو ہر دم اثبات
اپنے نیچ خدا کی ذات

کرو[1] تصوّر یہی مدام
سر تا پا ہے یار تمام

ہووے وہم غیریت گم
باقی تم ہو تم ہو تم!!

در تفسیر حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

اے طالب عرفان بیا!
جے تو عاشق ذات کا!

پہلے اپنا آپ سنجان
تا جانے تو حق سجان

تو جاتا ہیں جسم صغیر
عاجز تے ناچیز حقیر

[1] مطالب رشیدی میں حضرت شاہ باسط علی قلندرؒ فرماتے ہیں ؎
کن بدیں گونہ تصوّر دمبدم ! ؎ من نیم یار است از سر تا قدم
یعنی ہر وقت یہی تصوّر کر کہ میں نہیں ہوں سر سے پاؤں تک یار ہے [2] جس نے پہچانا اپنے آپکو اس نے

پہچانا اپنے رب کو۔ ۳۱؎ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

وَتَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ؎ وَفِيْكَ انْطَوٰى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

ترجمہ:۔ اور تو گمان کرتا ہے کہ تو ہی چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ بیچ تیرے سمٹا ہے بڑا جہان۔

قال العارفؒ ؎ تو بمعنی جانِ جملہ عالمے ! ؎ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

یعنی درحقیقت تُو سارے عالم کی جان ہے اور دو جہان خود تو ہی ہے اِسے دیکھ۔ قال الجامی قدس سرہٗ: رباعیہ: اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی ؎ وے آئینۂ جمالِ شاہی کہ تُوئی

بیروں ز تُو نیست ہرچہ درعالَم ہست ؎ ازخود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ تُوئی

یعنی اَے اِنسان تُو نامۂ الٰہی کا نسخہ ہے اور تو جمالِ خداوندی کا آئینہ ہے۔ عالَم کی کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں ہے تُو جس شئے کا طالب ہے اپنے اندر طلب کر کہ وہ تُو ہی ہے۔

تُو خود آپے ہوویں بیچ	عالَم اکبر تیرے بیچ !
اندر تیرے ذات خُدا	اندر تیرے کُل اسماء
اندر انوارات صفات	اندر جُملہ موجُودات
اندر قلم الاعلیٰ جان	اندر لوح محفوظ پہچان
اندر کُرسی عرش افلاک	اندر آب و ہَوا اور خاک
اندر باغ بہشت بہار !	اندر دوزخ اندر نار !

اندر کعبہ اندر دیر — اندر منزل اندر سیر

اندر موسیٰؑ اندر طور — اندر جلوہ اندر نور

اندر انحد باجے تال — اندر بنسری تے گھڑیال

اندر بادل کی گھنگھور — اندر بجے نقارہ زور

اندر جگمگ نور شعاع! — اندر ساز سرود سماع

اندر قرب کمال وصال — اندر غوث ولی ابدال

اندر جلوہ ذات صفات — اندر کُلّی انوارات

نیچ زبور توریت انجیل — نیچ قرآن بمعہ تفصیل

فی القرآن۱؎ مفصّل (کھلا ہوا) جو — فاتحہ اندر مجمل (اکٹھا) سو

۱؎ چنانچہ الکہف والرقیم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمانی کتابوں میں ہے وُہ سب قرآن میں ہے اور جو قرآن میں ہے وہ فاتحہ میں۔ جو فاتحہ میں ہے وہ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ میں ہے اور جو بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ میں ہے وُہ باء میں۔ اور جو باء میں ہے وُہ اُس نقطہ میں درج ہے جو باء کے نیچے ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مبارک ہے اَنَا نُقطَۃُ بَاءِ بِسمِ اللّٰہِ یعنی میں بِسمِ اللّٰہِ کی بے کا نقطہ ہوں۔

اور الحمد شریف تمام
بسم اللہ وچہ با ضرور
با نقطے موں ہے پنہان
اس کی سنو حقیقت تم
جو کجھ مجمل ہی فی الذات[1]
اکٹھا

بسم اللہ موں درج غلام
مخفی مبہم اور مستور
پوشیدہ
وہ نقطہ حضرت انسان
ام الام و ام الام!
اصل کی اصل
مثل شجر کے بیچ نوات
گٹھلی

حق سبحانہٗ میں ۱۲

[1] مرآت العارفین میں حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام فرماتے ہیں فَمَا فِی الذَّاتِ مُنْدَرِجٌ عَلَی الْوَجْہِ الْکُلِّیِّ وَالْاِجْمَالِیِّ فَھُوَ فِی الْاِنْسَانِ الْکَامِلِ مُنْدَرِجٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْوَجْہِ وَمَا فِی عِلْمِ الْحَقِّ ظَاھِرٌ عَلَی الْوَجْہِ الْجُزْئِیِّ وَالتَّفْصِیلِیِّ فَھُوَ فِی عِلْمِ الْاِنْسَانِ الْکَامِلِ ظَاھِرٌ عَلَی الْوَجْہِ الْجُزْئِیِّ وَالتَّفْصِیْلِیِّ بَلْ عِلْمُہٗ عِلْمُہٗ وَذَاتُہٗ ذَاتُہٗ یعنی جو کچھ ذات حق میں بروجہ کُلّی اور اجمالی مُندرج ہے وہ انسانِ کامل میں بروجہ کُلّی اور اجمالی مندرج ہے اور جو کچھ علم حق میں بروجہ جزی اور تفصیلی ظاہر ہے وہی علمِ انسان کامل میں بروجہ جزی اور تفصیلی ظاہر ہے بلکہ علمِ انسان علم حق ہے اور ذاتِ انسان ذاتِ حق ہے۔ اور فرمایا اسی طرح قلم اور رُوح انسان میں اور رُوح اور قلب انسان میں اور عرش اور جسم انسان میں اور کُرسی اور نفس انسان میں مناسبت ہے اور ہر ایک اُن سے آئینہ ہے واسطے اُس کے جس کا وہ مضاہی ہے۔ پس جو کچھ قلم میں مجمل ہے رُوح انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ لوح میں مفصّل ہے قلب انسان میں مفصّل ہے اور جو کچھ عرش میں مجمل ہے جسم انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ کُرسی میں مفصّل ہے نفس انسان میں مفصّل ہے پس انسان جامع جمیع کتب الٰہیہ اور کونیہ کا ہے۔

سو کچھ مجمل در انسان
اور مفصّل جو اشیاء
کھلا ہوا
سو کچھ نیز مفصّل جان
کھلا ہوا
ایسا ہی اے محرم یار
جو مجمل در قلم جہان
اکٹھا
اندر لوح مفصّل جو!
جس کا اندر عرش اجمال
کرسی اندر جو تفصیل
پس انسان علی الاجمال
نسخہ جامع کل علوم

فَهُوَ الْآنَ كَمَا هُوَ كَانَ
پس وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا۔
نیچ مقدّم علم خدا
آگے بڑھا ہوا
فِي عَيْنِ الْعِلْمِ الْإِنْسَان
کرسی عرش قلم لوح چار!
سو مجمل فی روح انسان
دل کے نیچ مفصّل سو!
کھلا ہوا
سو مجمل در جسم کمال!
اکٹھا
سو کچھ اندر نفس جمیل
والتفصیل بوجہ کمال!
فَهُوَ الْعَالِمُ وَالْمَعْلُومُ[۱]

در بیان تفسیر الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ

۱ پس وہی عالم ہے اور وہی معلوم ہے۔

کہا[1] جناب امام حسینؑ
نور نظر سیّدؐ ثقلین

الف الٰہی لام جہان
میم محمدؐ سرور جان

یہ ہے بیشک ایک کتاب
یا اصحاب اُولُوا الْاَلْبَاب (دانا لوگ)

کر اس کی تفسیر غلام
جو فرمایا پاک امامؑ!

[1] دیکھو مرآت العارفین صفحہ ۲۳ وَكَيْفَ يَقُوْلُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط اَلْاَلِفُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْاَحَدِيَّةِ الذَّاتِيَّةِ اَيِ الْحَقُّ مِنْ حَيْثُ هُوَ اَوَّلُ الْاَشْيَاءِ فِىْ اَزَلِ الْاَزَالِ وَاللَّامُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْوُجُوْدِ الْمُنْبَسِطِ عَلَى الْاَعْيَانِ فَاِنَّ اللَّامَ لَهٗ قَائِمَةٌ وَهِىَ الْاَلِفُ وَلَهٗ ذَيْلٌ وَّهِىَ دَائِرَةُ النُّوْنِ وَالنُّوْنُ عِبَارَةٌ عَنْ دَائِرَةِ الْكَوْنِ فَاتِّصَالُ الْقَائِمَةِ بِالذَّيْلِ دَلِيْلُ انْبِسَاطِ الْوُجُوْدِ عَلَى الْكَوْنِ وَالْمِيْمُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْكَوْنِ الْجَامِعِ وَهُوَ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ فَالْحَقُّ وَالْعَالَمُ وَالْاِنْسَانُ الْكَامِلُ كِتَابٌ لَّا رَيْبَ فِيْهِ۔ ترجمہ: اور کیسے فرماتا ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ط الف سے احدیتِ ذاتیہ یعنی حق کی طرف اشارہ ہے اس حیثیت سے کہ وہ اوّل اشیاء کا ازل الآزال میں ہے اور لام سے اُس وجود کی طرف اشارہ ہے جو اعیان پر منبسط ہے اس لئے کہ لام کا ایک قائمہ ہے وہ الف ہے اور ذیل ہے وہ دائرہ نون کا ہے اور نون سے دائرہ کون مراد ہے، پس قائمہ کا ذیل کے ساتھ متصل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وجود کون پر منکشف ہے۔ اور میم سے کون جامع یعنی انسان کامل کیطرف اشارہ ہے پس حق اور عالم اور انسان کامل ایک کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

حرف الف[1] احدیت ذات (مرتبہ لاتعین)
فی ازل الآزال پہچان!
حرف اللام[2] ہے کیا موزوں
جان الف سے ذات مراد (حق سبحانہٗ)
پس اتصال الف با نون

اوّل از کل مخلوقات
یعنی اللہ حق سبحان!
شکل الف کے نیچے نون
نون بمعنی کون و فساد! (عالم خلق ۱۲)
لام نورانی حرف دروں

۱ الف سے احدیت ذات یعنی مرتبۂ ذات بحت کی طرف اشارہ ہے۔ مرآت العارفین کی شرح میں ہے جاننا چاہیئے کہ مرتبہ ذات بحت میں کوئی اعتبار اور اضافت اور نعت اور صفت وجوبیہ الٰہیہ اور کونیہ امکانیہ ملحوظ اور منظور نہیں ہے۔ نہ یہ کہ یہ تمام وجوہات اور شیونات ذات سے خارج ہیں اور بطون میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ غلبہ احدیت ذات سے مضمحل ہیں اور اس طور پر اُس کا عین ہیں کہ اس مرتبہ میں کوئی اسم اور نعت اور نسبت اور اضافت ظاہر نہیں ہے۔ اور نہ اس مرتبہ میں جہت حقیقت قدم اور حدوث اور امکان کا وہم گذر سکتا ہے بلکہ تجرّد اور اطلاق اور تجرّد از اطلاق سے مُطلق ہونے کو بھی گنجائش نہیں ہے ورنہ وُہ ہی واجب اور قدیم ازلی منعوت بکلّ نعوت اور موصوف بجمیع اوصاف ظاہر ہے اور حق سبحانہٗ پر یہ اوصاف اس واسطے نہیں بولے جاتے کہ اُس کی کُنہ معلوم نہیں ہے کیونکہ غیر معقول پر کوئی حُکم نہیں کیا جاتا بلکہ حکم بامتناع حکم نیز مُمتنع ہے کیونکہ یہ حُکم بھی اُس پر اُسوقت کر سکتے ہیں کہ بعض وُجوہ سے اُس کا تصوّر ہو سکے حالانکہ وہ کسی وجہ میں منحصر نہیں ہے ۲ یعنی لام سے حق سبحانہٗ کا عالم کی صُورت پر ظاہر ہونا مُراد ہے۔

خاص دلیل ظہور وجود — اُوپر صورت ہر موجود
میم[۱] سے بُوجھو خاص مراد — کون الجامع اَے دلشاد
وُہ کامل انسان یقین — مالک عرش افلاک زمین
پس اللہ عالم انسان — یہ ہے ایک کتاب پہچان
اِس مُوں ہرگز شک نہ کو — سوچ سمجھ کر عارف ہو

دربیانِ ذکر

اَے طالب کر یاد خدا — ذِکر الٰہی خُوب کما!
طالب صادق ہو دلشاد — مُولا کو کر ہر دم یاد
یاد کئے بِن حق سُبحان — اَلغَافِلُ[۲] کَالکَافِر جان
کر تو ہر دم ذِکر خُدا — یہ ہے دِل کی خاص غذا

۱ میم سے انسان کامل مراد ہے جو کمالات حقی اور خلقی کا جامع ہے ۔ اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل ہے خواص اِس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

۲ غافل مثل کافر ہے ۔

اِسمُ الاعظم[1] اللہ پاک
قولِ الٰہی سمجھو تُم!
کہے اگر یک بار یقین!
سَتّر بار کہے لَبَّیک
گوشے[3] اندر بیٹھ فقیر
اُس کو یاد کرے تنہا!
مجلس اندر جو اِنسان

زہر خودی کا ہے تِریاک (دوائے زہر)
فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ[2]
یَا اَللّٰہُ صاحِب دِین
اَللّٰہ یَا عَبْدِیْ سَعْدَیْکَ[4]
یاد کرے جو ذات قدیر
اندر خلوت خاص خُدا
یاد کرے گر حق سُبحان!

[1] اِسم الاعظم آہ اصطلاحات الصوفیہ میں حضرت عبد الرزاق کاشانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم تمام اسماء کا جامع ہے اور وُہ اللہ ہے اسلئے کہ وُہ اسم ذات ہے جو تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے یعنی جمیع اسماء کے ساتھ مُسمّٰی ہے اِسی لئے حضرت الٓہیہ کا اِطلاق حضرت ذات مع جمیعُ الاسماء پر کرتے ہیں۔ [2] پس یاد کرو تم مُجھ کو یاد کروں گا میں تُم کو۔ [3] حدیث قُدسی میں آیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ۔ یعنی مَیں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہُوں۔ اور مَیں اُسکے ساتھ ہُوں جب وُہ میری یاد کرے۔ جب وُہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو مَیں اُسے اپنے جی میں یاد کرتا ہُوں۔ اگر وُہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو مَیں اُسے اعلیٰ مجلس (ملائکہ) میں یاد کرتا ہُوں۔

[4] : لبیک یا عبدی وسعدیک یعنی اُے میرے بندے مَیں حاضر ہُوں۔

اُس کو کرے خدا ہو شاد
اَے عاشق کر ذِکر وُدُود
وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ[٢] جان
دَم دَم تُوں تُوں ساتھ مُدام
سُن اے دِلبر مَحرم یار
اَللہ اَللہ ایسا کہہ
یہ ہے خاص مقام عجیب
ذاکر ہووے آپ فنا
کہا محمدؐ پاک رسولؐ

بیچ مَلَاءُ الْاَعْلٰی یاد!
(عالم علوی کے فرشتے)
اَنَا جَلِیْسُ[١] حق فرمُود
تا ہووے تُو اہلِ عرفان
اللہ اللہ کہو غلام
عارِف کامِل کی گُفتار
اَللہ رہے تے تُوں نہ رہ
جانے جو کوئی اہلِ نصیب
اِس منزل مُوں ذِکر مُحب
مَنْ[٣] عَرَفَ اللہ لَایَقُوْل

---

١ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ یعنی میں اُس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے ٢ یعنی یاد کیا کرو اپنے رَبّ کو جب اپنے تئیں بھولا کرو۔ شیخ اکبر قدس سرہٗ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اَلَّذِیْ هُوَ اَنْتَ اَیْ عَرَفَ نَفْسَکَ وَاذْکُرْهَا وَلَا تَنْسَاهَا نیْنسَاكَ اللہ۔ ترجمہ: اور اپنے رَبّ کے نام کو یاد کرو جو کہ تُم ہی ہو یعنی اپنی ذات کو پہچانو اور اُس کو یاد کرو اور بھلاؤ نہیں ورنہ تُم کو اللہ بھلا دیگا۔ ٣ مَنْ عَرَفَ اللہُ لَایَقُوْلُ اَللہُ وَمَنْ یَّقُوْلُ اللہُ مَا عَرَفَ اللہُ یعنی جس نے اللہ کو پہچانا وُہ اللہ نہیں کہتا اور جو اللہ کہتا ہے اُس نے اللہ کو نہیں پہچانا (از مکتوب خواجہ معین الدین اجمیریؒ)۔

مَنْ یَّقُوْلُ اللّٰہ نیز — مَا عَرَفَ اللّٰہ جان عزیز

جب وہ نامی ملے غلام — کیا حاجت ہے لینا نام

اِس منزل کے بیچ ضرور — ذاکر ہووے خود مذکور

تا خود حضرت حق سبحان — اُس بندے کی ساتھ زبان

اپنا ذِکر کرے خود آپ — اپنا آپ کرے خود جاپ

فَهُوَ[1] الذَّاكِرُ وَالْمَذْكُوْرُ — وَهُوَ الشَّاكِرُ وَالْمَشْكُوْرُ

در بیانِ معرفت

طالبِ صادِق شکر گذار — بیچ بغل ہے دِلبر یار!

فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ[2] سوچ ذرا — اندر تیرے ذات خُدا

نہ اندر نہ باہر جان — عین سراپا حق سُبحان

[1] پس وُہی ذاکر ہے اور وُہی مذکور ہے اور وُہی شاکر ہے اور وہی مشکور ہے۔ [2] وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اور بیچ تمہارے نفسوں کے آیا پس نہیں دیکھتے ہو تم۔

مَنْ عَرَفَ کا حرف پکا
اپنا آپ پہچان عزیز
قَالَ [1] الْعَارِفُ اہلِ صفا
(عارف صاحب صفائی نے کہا ہے ۱۲)
چھوڑ مقیّد ہو مطلق (بے قید)
اَلْمَعْرِفَةُ [3] مَعْرِفَتَانِ!
ساتھ دلائل مخلوقات
نورِ شمع [4] (چراغ) کے ساتھ یقین
لیکن یہ ہے عام تمام
یعنی جس دم مردِ فقیر

تا تُو جانے ذاتِ خدا
میں تُو کی کر دُور تمیز
اَنَا ھُوَ وَ ھُوَ اَنَا!!
اَنْتَ [2] الْهَادِیْ اَنْتَ الْحَق
اوّل استدلالی جان
ثابت کریں وجودُ الذّات (یعنی حق سبحانہٗ)
جاہل ڈھونڈیں شمس (سورج) مبین (روشن)
ثانی کا وجدانی نام
ساتھ محبّت کامل پیر!

* ہم زُبدۂ جہاں زُبدۂ حق ہے۔

[1] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (الحدیث) یعنی جس نے پہچانا اپنے نفس کو اُس نے پہچانا اپنے ربّ کو۔ [2] عارف صاحب صفائی نے کہا ہے میں وُہ ہوں اور وُہ میں ہوں۔* [3] معرفت دو قسم پر ہے ایک معرفت استدلالی دوم معرفت وجدانی۔ ان ہر دو معرفت کی زیادہ تحقیق کیلئے رسالہ علمِ حقیقت مصنفہ حضرت سید محمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب حضرت عبد الرزاق صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ مرآۃ الوحدۃ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ [4] چنانچہ گلشنِ راز میں ہے:

زہے ناداں کہ اُو خورشید تاباں! ٭ بنورِ شمع جوید در بیابان ٭

کرے تصوّر شیخ مدام　　دن اور رات صبح اور شام

پاس انفاس نفی (ذکر خفی ۱۲) اثبات (ذکر جلی ۱۲)　　کرے بمعنی ہر دن رات

ساتھ عبادت با اخلاص　　یا خود ہووے رحمت خاص

سالک ہووے محو فنا (گم ہونا)　　اندر ذات صفات خدا

علم الٰہی ساتھ فقیر　　جانے واحد ذات قدیر

حاصل اس کا جان فصیح (خوش بیان)　　کشف (ظاہر ۱۲) صریح وجدان (پانا ۱۲) صحیح (درست ۱۲)

یعنی ہے خود مطلق ذات　　مُتجلّیٰ[۱] فِی الْمَوْجُوْدَات

ہر صورت نور وجود (ذات حق ۱۲)　　خود موجود ہے خود مشہود

قَالَ اللّٰہُ[۲] فِی الْقُرْاٰن!　　کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْن

ہے مُتجلّیٰ ہر ہر سُو!　　شاہد (معشوق ۱۲)[۳] لَاھُوَ اِلَّا ھُوْ!

سِرّ عرفان ہُوا مکشوف!　　فَھُوَ[۴] الْعَارِفُ وَالْمَعْرُوْف

۱؎ موجودات میں ظاہر ہے ۲؎ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہ وہ ہر دن نئی شان میں ہے ۳؎ نہیں ہے وہ مگر وہی۔ انفاس العارفین میں ہے کہ لَاھُوَ اِلَّا ھُوَ ذکر لاہوتی ہے ۴؎ پس وہی عارف ہے اور وہی معروف ہے۔

دربیانِ قُرب

اللہ واحد لاشریک — شہ رگ سے بھی ہے نزدیک

نَحنُ اَقرَبُ[1] کا فرمان — سوچ ذرا اَے دِلبر جان

ذَاتُ[2] اللہِ اَقرَبُ نیستر (الحدیث) — مِنْ جَسَدِ الاِنسان عزیز!

تجھ سے ہے نزدیک خُدا — تُو خود ہووے آپ جُدا

قُربِ[3] الٰہی دو اقسام! — اوّل قُرب نوافل نام

[1] نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِنْ حَبلِ الوَرِیدِ یعنی ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں [2] اللہ تعالیٰ کی ذات جسم انسان سے بھی نزدیک ہے [3] تحفہ مرسلہ شریف میں ہے کہ قُرب دو قسم ہے ایک قُرب نوافل دُوسرا قُرب فرائض لیکن قرب نوافل وُہ صفات بشری کا زوال اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہے اِس طرح کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے زندہ کرے اور مارے اور سُنے اور دیکھے تمام جسم سے نہ کہ صرف کان اور آنکھوں سے اور اِسی طرح تمام صفات ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں بندے کی صفات کے فنا ہونے کا یہی معنیٰ ہے اور یہ نوافل کا ثمرہ ہے۔ اور قرب فرائض یہ ہے کہ بندہ بالکلیہ تمام موجودات کے شعُور سے حتیٰ کہ اپنے آپ کے شعور سے بھی فنا ہو جائے اِس حد تک کہ اُسکی نظر میں سوائے وجودِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اور کچھ باقی نہ رہے بندے کے اللہ تعالیٰ میں فنا ہونے کے یہی معنیٰ ہیں اور یہ فرائض کا نتیجہ ہے۔

ساتھ نوافل جب درویش	با اخلاص محبّت خویش
پاوے نعمت قرب حبیب	ہووے اُس کو ذوق نصیب
سمع بصر و ہاتھ زبان	اُس کا ہووے حق سبحان
ہوں اُس کے اوصاف فنا	بیچ صفات قدیم خدا
حق سے دیکھے سُنے تمام	اور اُسی سے بطش (پکڑنا) کلام
بِیْ یَسْمَعُ بِیْ یُبْصِرُ[1] جان	بِیْ یَبْطِشُ بِیْ یَنْطِقُ مان

[1] بخاری شریف میں بروایت ابی ہریرہؓ یہ حدیث قدسی موجود ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یقول اللہ تعالیٰ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَمْشِیْ ترجمہ: یعنی فرمایا رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے بذریعہ نوافل کے یہاں تک کہ مَیں اُس سے محبّت کرتا ہُوں اور جب مَیں اُس سے محبّت کرتا ہُوں تو مَیں اُسکے کان ہو جاتا ہُوں جس سے وُہ سُنتا ہے اور اُسکی آنکھیں جن سے وُہ دیکھتا ہے اور اُسکے ہاتھ جس سے وُہ پکڑتا ہے اور اُسکی زبان جس سے وُہ بولتا ہے اور اُسکے پاؤں جس سے وُہ چلتا ہے پس وُہ میرے ہی ساتھ سُنتا ہے اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ہی ساتھ پکڑتا ہے اور میرے ہی ساتھ بولتا ہے اور میرے ہی ساتھ چلتا ہے۔

نیز اس منزل مُوں انسان — مُحیِی (زندہ کرنیوالا ۱۲) اور مُمیت (مارنے والا ۱۲) پہچان

فاعل بندہ آلت ربّ — آپ مُسبِّب (سبب بنانیوالا ۱۲) آپ سبب

ثانی قُرب فرائض جان — درجہ خاص الخاص پہچان

عارف ہووے محض فنا — اندر مُطلق ذات خُدا!

اِنَّ اللّٰہَ یَنطِقُ[۱] جان! — عَلٰی لِسَانِ عُمَرؓ فرمان

کوئی کیا جانے یالَیت (اے کاش کے) — مَا رَمَیْتَ[۲] اِذْ رَمَیْتَ (حدیث)

فعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فعلِ خُدا — لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

آلت بندہ فاعل حق — ھُوَ[۳] الْمُقَیَّدُ وَالْمُطْلَقُ

گر تو چاہے قُرب جوان — اَوْ[۴] اَدْنٰی کی رمز پہچان

۱ تحقیق خُدا عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مُبارک پر بولتا ہے ۲ نہیں پھینکی تُو نے خاک جب تُو نے پھینکی مگر اللہ نے پھینکی ۳ وُہی مُقیّد اور مُطلق ہے ۴ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی پس تھا قدر دونوں کمانوں کا یا زیادہ نزدیک شیخ اکبر رضی اللہ عنہ قولہ تعالیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیْ کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِقْدَارَ دَائِرَۃِ الْوُجُوْدِ الشَّامِلَۃِ لِلْکُلِّ الْمُنْقَسِمَۃِ بِخَطٍّ مَوْھُوْمٍ اِلٰی قَوْسَیْنِ بِاِعْتِبَارِ الْحَقِّ وَالْخَلْقِ یعنی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مقدار دائرۂ وُجود کے جو کُل کو شامل ہے اور خطِ مَوہُوم کے ساتھ حق اور خلق کے دو قوسوں پر منقسم ہے اور فتوحاتِ مکیّہ

کے باب ۲۷ ۴ میں فرمایا کہ قولہٗ تعالیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تقریب صُوری کی طرف اشارہ ہے اور اسے آیات واحادیث سے ثابت کیا ہے اور فرمایا کہ دو قوس دائرہ سے بسوائے خطِ مُتوہم کے ظاہر نہیں ہُوئے۔ اور مُتوہم کا کوئی وُجود نہیں ہے اور تحقیق دائرہ دو قوسوں پر منقسم ہے پس ہُوِیّت عین دائرہ ہے جو بسوائے عین دو قوسوں (حق اور خلق) کے نہیں ہے۔ پس ہویت کی حیثیت سے ایک قوس (حقّی) دُوسرے قوس (خَلقی) کا عین ہے اور تو خطِ قاسم متوہم ہے پس عالم حق کے پہلو میں متوہم الوُجود ہے نہ موجُود۔ پس نہیں ہے موجود اور وُجود مگر عین حق اور قولہٗ تعالیٰ اَوْ اَدْنٰی کا یہی مطلب ہے۔ پس اَدْنٰی اُس خطِ متوہم کا دُور ہونا ہے۔ پس جب وہم رفع ہوگیا تو سِوائے دائرہ (ہویت) کے کچھ باقی نہ رہا۔ پس جو اپنے رَب سے اِس طرح قریب ہُوا ہے جیسے خطِ قاسم دائرہ کیلئے ہے اور پھر اپنے آپ کو درمیان سے اُٹھایا تو کوئی نہیں جانتا جو اُسے علم باللہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی یعنی سو اُس نے اپنے بندے کی طرف وحی بھیجی جو بھیجی ۞

نہ نزدیک نہ دُور خُدا	نہ واصل نہ محض جدا
نہ اندر نہ باہر وار	عین سراپا دلبر یار

سرتاقدم — حق سبحانہٗ

دربیان معیّت

منجملہ اسرارِ خُدا	ایک معیّت بااشیاء
جان یقین معیّت ذات	ساتھ خلائق موجُودات

ساتھ ہونا — موجودات

وَهُوَ مَعَكُمْ[1] حق فرمود
اُس بِن ہر شے محض فنا!
اِنَّ اللہَ مَعَنَا[2] گو!
جان معیّت دو اقسام
علمی یعنی علم بسیط (فراخ)
علم احد سے ذرّہ نیز
یہ معیّت علمی جان
ذاتی[4] خاص معیّت اور
یعنی ہے خود ذاتِ وُجود (حق سبحانہٗ ۱۲)
ظاہر باطن ذاتِ خُدا
نہیں معیّت ذات لطیف

عین سبھی کا نُور وُجود (حق سبحانہٗ ۱۲)
باقی واحد ذاتِ خُدا
اِنَّ اللہَ مَعَکُمْ[3] ہو
علمی ذاتی اُن کے نام
کُل عالم کو جان مُحیط (احاطہ کرنیوالا)
ہرگز باہر نہیں عزیز
جس کو عالم کریں بیان
اِس کا بُوجھ نِرالا طور
ساتھ اُسی کے کُل مَوجُود (موجودات ۱۲)
غیر ہے اُس کا محض فنا!
مثل معیّت جسم کثیف

۱ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ تم ہو ۲ تحقیق خدا ہمارے ساتھ ہے ۳ تحقیق خدا تمہارے ساتھ ہے ۴ دیکھو مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ مکتوب سوم در معیّت حق سبحانہٗ و تعالےٰ۔

نہ جوہر با جوہر جان ۔۔۔ نہ ہی عرض بعرض پہچان
جو شے بذات خود قائم ہے ۔۔۔ جس کا قیام جوہر کے ساتھ ہے

بلکہ مثل معیّت جان ۔۔۔ غیر حلول مع الاَبدان
رُوح ۱۲ ۔۔۔ سوائے حلول کے جسموں کے ساتھ

نہ رُوح اندر جسم نہاں! ۔۔۔ نہ قالب سے باہر جان
پوشیدہ ۔۔۔ جسم ۔ روح

بُوجھ معیّت ذات قدیم ۔۔۔ بے تقریب بلا تجسیم!
حق سبحانہ ۱۲ ۔۔۔ نزدیک کرنا ۔ معیت جسمانی

ہر شےؔ[1] کا ہے عَین خدا ۔۔۔ یہ ہے مذہب کُل فقراء

دَر بَیان عینیّت

ذاتِ مُعلّٰے[2] حق سُبحان ۔۔۔ ہر شے بیچ کیا سَریان
سرایت کرنا ۱۲

[1] جیسا کہ شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سُبحَانَ مَنْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے پیدا کیا اشیاء کو اور وہ اُن کا عین ہے [2] فُصُوصُ الحکم میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لَوْ لَا سَرَیَانُ الْحَقِّ فِی الْمَوْجُوْدَاتِ بِالصُّوْرَتِ مَا کَانَ لِلْعَالَمِ وُجُوْدٌ اگر وجودِ حق کا سَریان موجودات میں بظاہر نہ ہوتا تو عالم کیلئے وجود نہ ہوتا۔ (فص آدم علیہ السّلام) اور لوائح جامیؒ میں ہے۔ رُباعیہ

ے اَے ذاتِ تو در ذواتِ اعیان ساری ۔۔۔ اَوصافِ تو در صفاتِ شان متواری!
وصفِ تو چو ذاتِ مُطلق است امانیست ۔۔۔ در ضمنِ مظاہر از تقیّد عاری!

ترجمہ: الٰہی تیری ذات موجودات کی ذاتوں میں سرایت کرنیوالی ہے اور تیری صفتیں انکی صفتوں میں پوشیدہ

ہیں۔ ذات مطلق تیرا وصف ہے لیکن تو مظاہر میں تقیید سے عاری نہیں ہے۔ واضح ہو کہ سریان سے مراد سریان حال کا محل میں نہیں ہے جیسا کہ ناواقف لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ سریان سے مراد مطلق کا سریان مقیدات کی صورتوں میں ہے جو کہ ظرفیت کو نہیں چاہتا۔

نیچ حقیقت ذات ہی ذات
ساتھ تعین موجودات

مِنْ وَجْہٍ[1] کل عین خدا
مِنْ وَجْہٍ سبھ غیر سوا

آپ ہی غیر اور آپ ہی عین
ذات ہے[2] مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن

اندر[3] حادث جان (غیر اعتباری)
نیچ قدیم قدیم پہچان

در حضرت احدیت ذات
ذات ہے بیشک عین صفات

بہر صورت سریان وجود
عین خدا ہے کل موجود

بعد ازاں پس غیر کجا
فَھُوَ[4] الْاَسْفَلُ (پست تر) وَالْاَعْلٰی (برتر)

[1] لمعات عراقی میں ہے ؎ حقیقت ہمہ چیز آمد یکے ٭ تو اندر مراتب بکن فرق ہا
نظر بر حقیقت ہمہ عین ہست ٭ نظر بر تعیّن ہمہ غیر ہا
وقال الجامی قدس سرہٗ ؎ از روئے تعیّن ہمہ غیر اند نہ عین ٭ وز روئے حقیقت ہمہ عین اند نہ غیر
[2] یعنی بحرِ وجوب اور بحرِ امکان ہر دو کی ذات حق جامع ہے [3] چنانچہ مبشرات میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض عارفین کو فرمایا ہے اَلْوُجُوْدُ فِی الْقَدِیْمِ قَدِیْمٌ وَ فِی الْحَادِثِ حَادِثٌ یعنی وجود قدیم میں قدیم ہے اور حادث میں حادث ہے [4] یعنی باعتبار سریان موجودات کی صورتوں میں ظاہر ہے اور باعتبار اطلاق سب سے بلند اور پاک ہے۔

عالم برف حقیقت آب

معنیٰ ذات حروف جہان

عالم فرع ہے اصل خدا

۳ عالم کُل اعراض پہچان

جمع عرض ۱۲

۴ جوہر عرض اصول فروع

متکلّم نہ ہو ناراض!

اے متکلم

۵ عالم ظاہر حق پہچان

عالم عین خدا دریاب!

۱ وَالْمَعْنٰی ھُوَاللّٰہ جان

۲ اللّٰہ کُل جہان اجزاء

ہوا کل

جوہر ہے خود حق سبحان

وقائم بذاتہٖ ۱۲

کُل کا حق کیطرف رجوع

فَھُوَ الْجَوْھَرُ وَالْاَعْرَاض

پس وہی جوہر ہے اور وہی اعراض ہے۔

اللّٰہ باطن عالم جان!

؎۱ اور معنیٰ وہی اللہ ہے ؎۲ حضرت جامی علیہ الرحمۃ لوائح میں فرماتے ہیں ؎

تو جزوی حق کُل است گر روزے چند ٭ اندیشۂ کُل پیشہ کُنی کُل باشی

یعنی تو جز ہے اور اللہ کُل ہے اگر چند روز تو کُل کا تصوّر کرے تو کُل ہو جائیگا۔ ؎۳ یعنی اشیائے عالم کیا جواہر اور کیا اعراض سب بمنزلہ اعراض کے ہیں جو ذات حق سے قائم ہیں۔ تحفہ مُرسلہ شریف میں ہے اِنَّ الْعَالَمَ بِجَمِیْعِ اَجْزَائِہٖ اَعْرَاضٌ وَالْمَعْرُوْضُ ھُوَالْوُجُوْدُ یعنی تحقیق عالم اپنے تمام اجزاء کے ساتھ اعراض ہے اور وجود معروض ہے ؎۴ کسی عارف نے کیا عمدہ فرمایا ہے ؎

حق جان جہانست و جہاں جُملہ بدن ٭ ارواح و ملائک چہ حواس آں تن

افلاک عناصر و موالید اعضاء ٭ توحید ہمیں ست دگر شیوہ و فن

۵ چنانچہ لوائح جامی علیہ الرحمۃ کے لائحہ بست و پنجم میں ہے پس عالم ظاہر حق است و حق باطن عالم عالم پیش از ظہور عینِ حق بود و حق بعد از ظہور عینِ عالم ۔ فی الحقیقۃ یک حقیقت است و ظہور و بطون و اولیّت و آخریت از نسب و اعتباراتِ اوست ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ۔

عالم قبل ظہور خدا	اللہ بعد ظہور اشیاء
خود فرمایا سرورؐ دیں	لَا تَسُبُّوا الدَّھْرَ[1] یقیں!
اِنَّ الدَّھْرَ ھُوَ اللہ نیز!	عالم ہے خود ذات عزیز
بے شک عالم عین خدا	اور خدا ہے عین اشیاء
فَھُوَ[2] الْخَالِقُ وَالْمَخْلُوْقُ	وَھُوَ الْعَاشِقُ وَالْمَعْشُوْقُ

در بیانِ حُسن

حُسن[3] آلٰہی ہے لاریب	شاہد (معشوق) خلوت خانہ (گنج مخفی ۱۲) غیب

۱ یعنی زمانے کو بُرا مت کہو تحقیق زمانہ وہی خدا ہے۔ ۲ پس وُہی خالق ہے وُہی مخلوق ہے اور وُہی عاشق ہے اور معشوق ہے چنانچہ شیخ الاکبر قدس سرہٗ بدیع السّمٰوٰت والارض کی تفسیر میں فرماتے ہیں فَھِیَ بِاِعْتِبَارِ تَعَیُّنَاتِھَا خَلْقٌ وَبِاِعْتِبَارِ حَقِیْقَتِھَا حَقٌّ یعنی ذات آلٰہی تعیّنات کے اعتبار سے خلق ہے اور حقیقت کے اعتبار سے حق ہے ۳ اصطلاحات صوفیہ میں حُسن جمعیّت کمالات کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جمالِ مُطلق باعتبار بطونِ ذاتی حجلۂ غیب کا شاہد ہے۔

حُسن[1] ہے جلوہ نُورِ خُدا
کُنتُ کنزاً[2] والا یار
(معشوق ازلی ۱۲)
اِنَّ[3] اللہ جمیلٌ خوب
مُصحف[4] صُورت پاک شریف
(قرآن مجید)
قامت[5] مثل الف بالا
(قد بالا ۱۲ — بلند ۱۲)
شیریں دہن مدوّر میم
(میٹھا ۱۲ — منہ ۱۲ — گول ۱۲)

حُسن ہے خاص ظہور خُدا
آیا کر کے خُوب سنگار
ہے بر صُورت ہر محبُوب
جس کا معنیٰ ذات لطیف
(حق سبحانہ)
طُرّہ لام جمال افزا
(زلف ۱۲ — حسن بڑھانیوالا)
ہر دو گوش مُبارک جیم
(کان)

[1] یعنی حُسن مقیّد نورِ حق کا جلوہ اور اُس کا خاص ظہور ہے [2] یعنی کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً (تھا میں خزانہ پوشیدہ) کا جمیلِ مُطلق حُسن مقیّد کے لباس میں ظاہر ہے [3] اِنَّ اللہ جَمِیلٌ وَّ یُحِبُّ الجَمَال یعنی اللہ صاحب جمال ہے اور حُسن کو پسند رکھتا ہے اسی لئے مظاہر جمیلہ میں جلوہ فرما ہے ؎

جمالِ اوست ہر جا جلوہ کردہ ٭ زمعشوقانِ عالم بستہ پردہ

[4] چنانچہ مثنوی شریف دفتر اوّل میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

پرتوِ حق است آں معشوق نیست ٭ خالق است آں گوئیا مخلوق نیست

یعنی معشوق خدا کا پرتو ہے اور خالق ہے گویا مخلوق نہیں ہے اور مولانا جامی قدس سرہٗ زلیخا میں فرماتے ہیں

چوں آں بیچون در چوں کرد آرام ٭ پے رو پوش کردہ یوسفش نام!

یعنی جب وُہ بے صُورت صُورت میں ظاہر ہُوا تو پردہ پوشی کیلئے یوسف نام رکھا یا [5] یعنی محبوب کا قد الف کیطرح بلند ہے اور اُس کی زُلف لام کی طرح حُسن کو بڑھانے والی ہے ٭

چشمانِ[۱] صاد دو ابرو نون
بھواں ۱۲

چہرہ سورۂ شمس مبین!
سورۃ الشمس — روشن

ماہ جبین سراسر نور
چاند — پیشانی ۱۲ — سر بسر تمام ۱۲ — سورۂ نور ۱۲

لب کوثر یا آب حیات
سورۂ کوثر ۱۲ — امرت

سیب زنخداں ثمر نعیم!
ٹھوڑی — میوہ — نعمت

رخ انور پر مشکیں خال
سیاہ مشک آلودہ ۱۲ — تل ۱۲

ابرو قوس مژہ ہے تیر!
بھوں ۱۲ — کمان ۱۲ — پلک

ناز و کرشمہ سحر و فسوں
ناز — جادو — منتر ۱۲

شوخ نگاہیں غاصب دین
بے باک ۱۲ — جبر چھین لینے والا ۱۲

بینی بین الف موزوں
ناک — درمیان دو چشم — خوبصورت

گوہر دنداں ہے یٰسین!
موتی ۱۲ — دانت ۱۲ — سورۂ یٰسین

رشکِ تجلیٰ غیرت طور
جلاپا ۱۲ — رشک — نام پہاڑی

شیریں تر از قند نبات
شکر — مصری

خاص لطافت سے دو نیم
نازکی — دو حصے

آیا بیچ بہشت بلالؓ
باغ

کاکل حلقۂ زلف زنجیر
زلف — پھندا

غمزہ جادو عشوہ خون
آنکھ سے اشارہ کرنا ۱۲ — ناز و انداز ۱۲ — مار ڈالنا ۱۲

غارت گر ایمان و یقین
لٹیرا ۱۲

۱ حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ رباعیات میں فرماتے ہیں سہ

مابین دو عین یار از نون تا میم ! ٭ بینی الفے کشیدہ بر صفحۂ سیم ! !
نے نے غلطم کہ از کمال اعجاز ! ٭ انگشت نبیؐ است کردہ مہ را بدونیم

یعنی یار کی دو آنکھوں کے درمیان نون سے میم یعنی ابرو سے دہن تک ناک چاندی کے صفحہ پر الف کی طرح کھینچا ہوا ہے نہیں نہیں بلکہ کمالِ اعجاز سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتِ مبارک نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہوا ہے۔

گردن[۱] خوب صراحی مے
شراب ۱۲

سینہ صاف منوّر پاک
روشن ۱۲

ساعدِ سیمیں زینت دار
بازو ۱۲ چاندی ۱۲ خوبصورت ۱۲

ساق ستون عجیب کمال
پنڈلی ۱۲ کھم

نقش قدم پر ہیں قربان

یہ صورت ہے[۳] صورت حق
ان اللہ خلق آدم علی صورتہٖ

خادم قیصر کسریٰ کے
لقب شاہان روم ۱۲ لقب شاہان ایران بادشاہ عظیم

جس کی خاطر دل غمناک

پنجہ[۲] اسم الاعظم وار
اللہ مانند

خاطر خاص محل جمال
حسن ۱۲

حور ملائک جن انسان

عین مقیّد ہے مطلق
بے قید ۱۲

۱ یعنی محبوب کی گردن شراب کی صراحی کی مانند ہے جس کے غلام قیصر اور کسریٰ جیسے بادشاہ ہیں ۲ محبوب کا پنجہ اسم اللہ کیطرح ہے چنانچہ دستِ راست کی خنصر الف اور بنصر لام اوّل اور انگشت میانہ لام ثانی اور انگشت شہادت و انگشت نر ہر دو بل کر ہائے ہوز ہے اور بالعکس بھی اسی طرح اسم اللہ بنتا ہے بلکہ چہرہ پاک بھی اسم ذات کی صورت پر ہے چنانچہ کان الف اور نصف حصّہ داہنا رخسارہ بالائی اور داہنی کنپٹی اور نصف حصّہ پیشانی تا بیخِ بینی لام اوّل اور سر بینی اور نصف حصّہ پیشانی اور بائیں کنپٹی تا نصف حصّہ رخسارہ بایاں لام ثانی اور حلقہ گوش چپ ہائے ہوز و بالعکس فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ ۳ لوائح میں حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

بر شکل بتاں رہزنِ عشّاق حق است ٭ لابلکہ عیاں در ہمہ آفاق حق است
چیزے کہ بود ز روئے تقیید جہاں ٭ باللہ کہ ہماں بہ وجہ اطلاق حق است

یعنی حسینوں کیصورت میں حق سبحانہٗ عاشقوں کا لٹیرا ہے نہیں بلکہ تمام عالم میں حق ظاہر ہے۔ جو تقیّد کی رو سے عالم ہے خدا کی قسم وہی اطلاق کی وجہ سے حق ہے ٭

صُورت کیا ہے جان جہان
جو[1] کوئی دیکھے شان خدا
خواہش کا ہے جو مغلوب
جس[2] نے دیکھی صنعت (کاریگری) ذات
صُورت[3] زیبا (آراستہ) دِلبر یار

ظاہر باطن حق کی شان
اِسموں کیا ہے عیب و خطا
خود مردود ہے اور مغضوب
اُس پر رحمت اور برکات
ہے آئینہ (شیشہ ۱۲) ذات غفار (حق سبحانہٗ ۱۲)

۱؎ بلکہ مطلع الانوار میں حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

آنکہ زحق پاکیِ چشمش عطاست ! ؎ منع ز رُخسارِ بتانش خطاست

یعنی جس کو آنکھ کی پاکی جناب الٰہی سے عطا ہُوئی ہے اُسے معشوق کا چہرہ دیکھنے سے منع کرنا خطا ہے۔ شیخ واحدی فرماتے ہیں ؎

پیرِ مارا ز فراست نظری کامل بود ؎ کہ مرا تو بہ نہ از دیدنِ خُوباں دادست

یعنی میرے پیر کی نظرِ فراست کامل تھی کہ مجھے حسینوں کے دیکھنے سے منع نہیں فرمایا ۲؎ حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ گر نبود دیدۂ شہوت گرائی ؎ چیست بہ از دیدنِ صنع خدائی

یعنی اگر شہوت کی آنکھ سے حسینوں کو نہ دیکھے تو صنعت الٰہی کے نظارہ کرنے سے بہتر اُور کیا چیز ہے ۳؎ تحفۃ الاحرار میں حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

جلوہ حُسن تو در افزونی است ! ؎ آئینہ چُونی و بے چُونی است

صُورتِ چُونی شدہ در وے عیاں ؎ معنیِ بیچوں شدہ در وے نہاں

ترجمہ: اے محبوب تیرے حسن کا جلوہ ترقی میں ہے اور چونی اور بیچونی کا آئینہ ہے۔ صورت چونی اُس میں ظاہر ہے اور معنی بیچون کا اُس میں پوشیدہ ہے۔

بیشک ہے یہ صورت ذات (حق تعالیٰ)	خاطر عارف کالمرآت (مثل آئینہ)
ظاہر اسموں جلوہ نور	فھو[۱] النّاظر و المنظور

دربیان عشق

عشق ہے اللہ[۲] عشق رسول	عشق ہے مایہ عشق ہے مول
عشق ہے خاص تجلّی ذات (العشق ھو الذات)	عشق ہے عین اسماء وصفات (پونجی)
عشق ہے واجب[۳] عشق قدیم	عشق ہے اعلیٰ عشق عظیم!
عشق ہے علم اور عشق ہے عین (جو ہمیشہ سے ہو) (حقیقیہ اعیان ثابتہ)	عشق ہے مجمع البحرین[۴] (بہت بلند) (بڑا بزرگ)

[۱] پس وہی دیکھنے والا ہے اور وہی دیکھا گیا ہے [۲] عارفین کا قول ہے العشق ھو الذات یعنی عشق ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ؎ گر حق طلبی رو بره عشق نظامی ؛ العشق ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ

[۳] واجب وہ ہے جو اپنے وجود اور بقا میں محتاج دوسرے کا نہ ہو۔ خدائے تعالیٰ۔ [۴] دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ یعنی صور علمیہ اور اعیان خارجیہ کے جمع ہونے کا مقام ہے۔

عشق ہے پیدا عشق نہان
عشق ہے جادو عشق فسون (منتر)
عشق ہی روگ ہے عشق طبیب
عشق ہے مذہب عشق ہی دین
عشق ہے رہبر عشق ہے پیر
عشق ہے رحمت عشق ہے نور
عشق ہے وجد اور عشق ہی حال
عشق معظم عرش نشین
عشق ہے اصل اصول جہان
عشق ہے گلشن عشق بہار
پاک نبی شاہد مشہود! (حاضر — حاضر کیا گیا)

عشق ہے جثہ عشق ہے جان
عشق ہے سودا عشق جنون (دیوانگی — العشق جنون)
عشق انوکھا عشق عجیب
عشق ہے ایمان عشق یقین
عشق ہے مولا عشق فقیر! (سردار — درویش)
عشق ہے لذت عشق سرور
عشق حضوری عشق وصال
عشق مکرّم شمس مبین!
عشق ہے باعث کون مکان
عشق ہے جنّت عشق ہے نار
اَلعِشقُ[1] نارٌ فسرمُود

[1] اَلعِشقُ نارٌ یُحرِقُ مَا سِوَی اللہِ یعنی عشق آگ ہے جو غیر اللہ کو جلا دیتی ہے ؂

آتش[1] عشق نہ چھوڑے غیر — نہ ہی شر اور نہ ہی خیر
منزلِ عشق بلند عظیم! — جس موں عاشق رہیں مقیم
عشق[2] مطابق حق فرمان — وادی خاص مقدس جان
بیچ اس مشہد (حاضر ہونے کی جگہ) اقدس (پاک) لیک — ذات کہے فاخلع نعلیک[3]
یعنی[4] اسماء اور صفات — کر تُو (حق سبحانہ) نفی بغیر از ذات
کیا[5] حلال اور کیا حرام — کیا ہی کفر اور کیا اسلام

۱ چنانچہ وارد ہے اَلْعِشْقُ هُوَ النَّارُ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ یَحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْب یعنی عشق آگ ہے جب دِل میں پڑتی ہے تو سوائے محبوب کے ہر شئے کو جلا دیتی ہے۔ از الہامات غوثیہ۔ مست بادۂ قیومی حضرت مولانا رُومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

عشق آں آتش بود چوں بر فروخت! ؎ ہر چہ غیرِ حق بود آں جملہ سوخت

۲ یعنی قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی میں وادی مقدس سے مقام عشق مراد ہے ۳ قَوْلُهٗ تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی یعنی اے موسیٰ[4] اپنا جوڑا اُتار دے بے شک تُو پاک میدان برکت والے تعریف کئے ہُوئے میں ہے ۴ چنانچہ فتوحات میں شیخ الاکبر قدس سرہ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اے اخلع اللام والمیم تبق الالف المنزهة عن الصفات یعنی لام اور میم (صفتہا اور فعل) سے نکل آؤ تو الف (ذات) جو صفات سے منزہ ہے باقی رہیگا ۵ شیخ عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

چند چند از کُفر و ایماں چند چند ٭ ہر دو نعلین تُو باشد پائے بند!
کُفر و ایماں را بہِل بالا برآ ٭ معنئ صافی بجو از رہنما!
کُفر کافر را و دین دیندار را ٭ ذرّۂ دردت دلِ عطّار را ٭

دُنیا[۱] عُقبےٰ جان حجاب
یہ غیریّت[۲] وہم پہچان
عاشق اس سے رہیں الگ
عُقبےٰ خاص بہشت مکان
آخرت ۱۲

نار بہشت عذاب ثواب
بخشے اللہ پاک اَمان
دُنیا جیفہ[۳] طالب سگ
مردار ۱۲ کتا ۱۲
اکثر اہلش[۴] احمق دان
اس کے رہنے والے اکثر بھولے ہوتے ہیں

[۱] تفسیر قادری میں قولہ تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کے تحت میں ہے کہ امام قشیری ؒ نے فرمایا ہے کہ دونوں جوتے اُتار ڈال، یہ اِس طرف اشارہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کی فکر دل سے نکال ڈال یعنی عالمِ تفرید میں دونوں جہان پر لات مار [۲] الہاماتِ غوثیہ میں ہے قَالَ عَزَّ وَجَلَّ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا وَلَا تَنْظُرْ اِلَی النَّارِ وَمَا فِيهَا حَتّٰی تَرَانِيْ بِلَا وَاسِطَةٍ یعنی فرمایا حق سبحانہٗ نے اے غوث اعظم نظر مت کر طرف جنّت کے اور اُسکی چیزوں کے اور نہ دیکھ طرف دوزخ کے اور اُس کی چیزوں کے تاکہ تُو بلا واسطہ مجھے دیکھے۔ الغرض حق سبحانہٗ ارشاد اور خطاب فرماتا ہے طرف محبوب کے اے محبوب عالم بسبب اِن دو حجاب کے مجھ سے محجُوب ہیں بہشت اور دوزخ، دین اور دُنیا، نیکی اور بدی، قہر اور لُطف قُرب اور بُعد، خوف اور رَجا، نُور اور ظُلمت، طاعت اور گناہ پس اے محبُوب تُو نظر کو اپنے اِن ہر دو حجاب سے اُٹھا تا جمال سے میرے مُشرّف ہوگا [۳] اَلدُّنْيَا جِيفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ (الحدیث) یعنی دُنیا مردار ہے اور طلبگار اُس کے کُتّے ہیں [۴] اَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ بُلْهٌ یعنی بہت بہشتی لوگ بھولے ہیں ٭

عِشق مُقدّس منزل پاک
غیر از حضرت حق سُبحان!
بحرُ العشق لبالب تار
(عشق کا سمندر ۱۲ — مراد از عشق ۱۲)
لاکھاں بیچ اس بحرِ عمیق!
(سمندر گہرا ۱۲)
لیکن خاص کوئی مسعود!
(نیکبخت)
جیسے مالک ارض افلاک
(زمین — ہفتم آسمان ۱۲)
گوہر یکتا بحر شہود!
(موتی — یگانہ ۱۲ — سمندر ۱۲ — توحید عیانی)
حق کی صورت پر مخلوق
(ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ ۱۲)
عِشق حقیقت ذات شناس
(حق سبحانہ ۱۲)

جس موں محو ہوئے افلاک
(فنا — تمام آسمان)
کُلُّ شَیءٍ ھَالِكٌ[1] جان
مارے موجاں بے شمار
عارف باللہ ہوئے غریق
(اولیاء اللہ ۱۲ — غرق ۱۲)
لے نکلا گوہر مقصود
(موتی ۱۲ — مراد ۱۲)
حضرت غوث الاعظم پاک
(محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۱۲)
مرکز کُل افلاک وجود
(دائرہ کا درمیانی نقطہ — جمع فلک ۱۲ — ہستی)
خود عاشق و خود معشوق
عاشق و معشوق لباس

[1] شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کُلُّ شَیءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اَیْ ذَاتَهٗ اِذْ لَا مَوْجُوْدَ سِوَاهُ یعنی ہر شے فانی ہے مگر اس کی ذات اس لئے کہ اُس کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور بیضاوی شریف میں آیا ہے اِلَّا ذَاتَهٗ فَاِنَّ مَا عَدَاهُ مُمْکِن۔ ھالک کے معنی کئے ہیں فی حد ذاتہ معدوم یعنی ہر شے نفس الامر میں معدوم ہے صرف اللہ کریم کی ذات پاک موجود بوجود حقیقی ہے۔
(از فیصلہ شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ نسبت توحید وجودی)

بادہ عشق کے ہیں دو جام (شراب، پیالے۱۲) — عاشق و معشوق بنام

حضرت عشق ہے نور العین (آنکھ کا نور۱۲) — عاشق و معشوق دو نین (آنکھیں۱۲)

گوہر عشق و ہر دو کان — عاشق و معشوق پہچان

جانو عشق منزّہ ذات (مبرّا۱۲) — عاشق و معشوق صفات!

عشق شہنشاہ کے دو نام — عاشق و معشوق غلام!

عاشق بن کے کرے نیاز — ہو معشوق وکھاوے ناز

عاشق[1] اندر سوز مدام — کھانا پینا نیند حرام

دل پُر درد جگر افگار (زخمی۱۲) — چشماں سرخ سدا خونبار (خون برسانے والی۱۲)

آتش عشق جلائی جان — جل بل خاک ہوا قربان

عشق جلا کر کیا کباب! — عاشق بیچ فراق خراب

[1] قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَکَتَمَ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِیْدٌ اخرجه الحاکم فی حدیث عائشه رضی الله عنها یعنی فرمایا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے که جو عاشق ہوا اور پاکدامن رہا اور عشق کو چھپایا اور مر گیا پس وہ شہید ہے من الدرر المنتشرة فی الاحادیث المشتہرة للامام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

بحر غماں موں غرق غریب
اور[1] معشوق رہے خوشحال
زُلفاں والی ڈال کمند
خُونی چشماں والے تیر
غمزیاں والے ناوک تیز (تیر ۱۲)
ابرواں والی پھڑ شمشیر
سُرخ لباں کی لَے تلوار
لیکن عاشق جان نثار (جان قربان کرنیوالا ۱۲)
جان رُبا کا جور و جفا (ظلم وستم ۱۲)
دلبر کا شیریں کلام (محبوب ۱۲)
دُوری اندر رہے صبور! (صابر ۱۲)

ہر دم ہجر فراق نصیب (فراق ۱۲)
مست بصورت حُسن جمال
جاناں صید کرے خورسند!
ظالم قاتل بے تقصیر
رہیں ہمیشہ خُون آمیز (خون آلودہ ۱۲)
کر کر خُون لگاوے ڈھیر
ذبح کرے صد عاشق زار
ہرگز کرے نہ شکوہ یار (گلہ ۱۲)
عاشق سمجھے مہر و وفا
جانے خاص دُعا دُشنام (گالی)
عین جدائی بیچ حضور

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوا الْخَیْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہِ یعنی خُوبرُوؤں سے نیکی طلب کرو (یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے)۔

حاضر چشماں اندر جان ❊ غائب دل کے بیچ پہچان

غائب اقرب (بہت قریب ۱۲) حاضر دور ❊ جتنا دور زیادہ نور

سورج سے جو ماہ (چاند) نزدیک ❊ ہوتا چیز رہے تاریک

جتنا ہووے دور دراز ❊ اتنا چمکے ہو ممتاز (امتیاز دیا گیا ۱۲)

قطرہ بیچ سمندر نیز ❊ بے قیمت اور ہے ناچیز

بیچ صدف (سیپی ۱۲) کے کرے مقام ❊ دریتیم (یکتا موتی ۱۲) رکھاوے نام

یوہیں عاشق دل مشتاق ❊ واصل ہووے بیچ فراق

جب کہ درد فراق نہ ہو ❊ قدر وصال نہ جانے کو

دوری و نزدیکی چھوڑ ❊ وصل جدائی سے منہ موڑ

اقرب البعد (بہت قریب بہت دور ۱۲) ایک پہچان ❊ غائب حاضر واحد (ایک) جان

لہ عشق حقیقی عشق مجاز ❊ دونو کا ہے ایک ہی راز

لہ چنانچہ مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

عاشقی گر زیں سر و گر زاں سر است ٭ عاقبت ما را بداں شہ رہبر است

شارحین لکھتے ہیں کہ مراد ازیں سر سے عشق مجازی اور ازاں سر سے عشق حقیقی ہے یعنے عشق مجازی اور عشق حقیقی دونوں موصل الی اللہ ہیں۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

متاب از عشق رُو گرچہ مجازیست ٭ کہ آں بہرِ حقیقت کارسازیست

یعنی عشق مجازی سے مُنہ نہ موڑ اس لئے کہ وُہ حقیقت تک پہنچاتا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنی مجاز حقیقت کا پُل ہے ؎

بلوحِ اوّل الف با تا نخوانی! ٭ زُ قرآں درس خواندن کے توانی

یعنی جب تک تُو تختی پر الف بے نہ سیکھے قرآن مجید کو کب پڑھ سکتا ہے۔

صُورت خاص مجاز پہچان ٭ معنیٰ عین حقیقت جان
بے صُورت نہ معنےٰ کو! ٭ بے معنیٰ نہ صُورت ہو
صُورت معنےٰ ایک یقین ٭ سوچ سمجھ اے صاحب دین
بلا محنت عشق مجاز ٭ سوزش محنت درد گداز
ہرگز کبھی نہ ہووے دُور ٭ خودی تکبّر مان غرور
لیکن شہوت نفس حرام ٭ سنبھل سنبھل کر راکھو گام
جس پر ہو تُم عاشق زار ٭ اوہی ہو تُم دلبر یار
دِل کے اندر دلبر پاک ٭ تُو ہے فرقت سے غمناک

حُسنِ[1] مقیّد ہے گو حق
مُطلق[2] اور مقیّد چھوڑ
تنزیہہ[3] تشبیہہ جانو نیک
یعنی تنزیہہ در تشبیہہ و تشبیہہ در تنزیہہ خوب

چھوڑ مقیّد ہو مُطلق
تنزیہہ تشبیہہ سے منہ موڑ
ایک ہے ایک ہے ایک ہے ایک
یعنی محض تنزیہہ و صرف تشبیہہ

[1] لوائحِ جامیؒ میں ہے:۔

از لُطفِ قد و صباحتِ خد چہ کُنی ٭ وز سلسلۂ زُلفِ مُجعّد چہ کُنی
از ہر طرفی جمالِ مُطلق تاباں! ٭ اے بے خبر از حُسنِ مقیّد چہ کُنی

یعنی اے بے خبر تو صرف حُسنِ مقیّد پر مفتون ہے حالانکہ ہر طرف جمالِ مُطلق چمک رہا ہے اور اُسکے بغیر کوئی شئے موجود نہیں ہے [2] یعنی جس طرح ذاتِ حق ہر قید سے پاک ہے اسی طرح قیدِ اطلاق سے بھی منزّہ ہے کیونکہ صرف مطلق کہنا بھی اُسے قید لگانا ہے۔ ایسے ہی تنزیہہ اور تشبیہہ کو سمجھنا چاہیئے

[3] شیخ اکبر قدس سرہٗ فصِ نوحیؑ میں فرماتے ہیں ؎

فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا ٭ وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا
وَاِنْ قُلْتَ بِالْاَمْرَیْنِ کُنْتَ مُسَدِّدًا ٭ وَکُنْتَ اِمَامًا فِی الْمَعَارِفِ سَیِّدًا

یعنی اگر تو صرف تنزیہہ کا قائل ہے تو تو اُسکو قید لگانیوالا ہے اور اگر صرف تشبیہہ کا قائل ہے تو تو اُسکو حد لگانیوالا ہے اور اگر تو دونوں اَمروں کا قائل ہے تو تو مضبوطی والا اور علمِ معارف کا امام اور سردار ہے اور حضرت قبلہ عالمیان سید مہر علیشاہ صاحب ادام اللہ فیوضہم اپنے مکتوبات میں مسئلہ ہمہ اوست کی تحقیق میں فرماتے ہیں وَالْحَقُّ ھُوَ الْجَمْعُ بَیْنَ التَّنْزِیْہِ کَمَا وَرَدَ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَالتَّشْبِیْہِ کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ فِی (وَھُوَ الظَّاہِرُ) وَفِی حَدِیْثِ الْبُخَارِیْ ھُوَ یَتَجَلّٰی ھُوَ سُبْحَانَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی صُوْرَۃٍ اَنْکَرُوْھَا الخ

بمضمونہ اہل بصیرت پر اس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہُوا کہ ایمان بجمیع ماجاء بہ الرسل علیہم السلام کیساتھ اس پاک گروہ کو حاصل ہے جس کو محجوبین بزعم خود ملحد و مشرک و کافر و الکفر سمجھتے ہیں۔ اور فرمایا مشاہدہ بیمثالی تنزیہہ ہے اور مشاہدہ دُنیؔ یعنی آفاقی و انفسی تشبیہہ ہے اور کمال دونوں کے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے :

ہےؔ خود حضرت عشق یقین	مجمعُ الاَضدَاد مُبین !
	ضدوں کے جمع ہونے کی جگہ ۔ روشن ۱۲ آشکارا

دَربیان نصیحت خاص پنجابی

سُن اے طالب بااخلاص	افضل پند نصیحت خاص

ؔلے یعنی ذات حق جامع الاضداد ہے جیسا کہ امام ابوسعید خراز رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا بم عرفت اللہ یعنی آپ نے خدا کو کس سے پہچانا فرمایا بجمع بین الاضداد یعنی میں نے اللہ کو اس میں ضدیں جمع ہونے کی وجہ سے پہچانا پھر یہ آیت پڑھی ھو الاول والآخر والظاھر والباطن اور صاحب کتاب انسان کامل باب ۳۵ میں فرماتے ہیں کہ تو اس سے یہ گمان نہ کر کہ اس جمع سے مُراد صرف اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن کا جمع کرنا ہے بلکہ حق اور خلق، تفاضل اور عدم تفاضل، محال اور واجب، معدوم اور موجود، اور محدود اور غیر محدود وغیرہ جو جو نقیضیں اور ضدیں ہیں اُن کا جمع کرنا مُراد ہے۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی شانِ ذاتی سے ان سب اُمور کا جامع ہے اور اُس کی ہوّیت ان تمام سے عبارت ہے اور اُن کے قول کے یہی معنی ہیں :

اِیہا[۱] تار ہمیشہ چھیک
ہکے[۲] نال محبّت لاء
چھوڑ وظیفے ورد ہزار
کر ہک[۴] الف اَحد دا جوڑ
ہکّو وَحدت حَرف پکا!
ٹھپ کتاباں طُول طمار

ہکّو ہک تے ہکّو ہک
ہر پاسے نہ پیا تکا
تاں ہک ذاتی[۳] نام چتار
ہئے دفتر دی بیڑی بوڑ
لکھیا پڑھیا وہن لُڑھا
ہک نقطے دا کر نروار

۱؎ یعنی اِس بات کو دِل میں جما لے کہ سوائے ذاتِ حق کے اَور کوئی موجود نہیں ہے۔ دین کے اصل اصول کلمہ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہی معنیٰ ہے کہ مَا فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ یعنی وُجود میں سوائے اللہ کے اَور کوئی شئے نہیں ہے۔ فقط ایک ہی ذات تمام موجودات کی صُورتوں پر جلوہ نما ہے ؎

کُجا غیر کُو غیر کُو نقش غیر ٭ سِوی اللّٰہِ واللّٰہِ مَا فی الْوُجود

۲؎ یعنی کثرت کو دیکھ کر تفرقہ میں نہ پڑ بلکہ کثرت میں وحدت کا مُعائنہ کر اور محض ذاتِ حق کیساتھ محبت رکھ کہ وہی سزاوارِ محبّت ہے ۳؎ اِسم ذاتی اِسم اللہ ہے اِس لئے کہ وُہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو تمام صفاتِ اِلٰہیّہ کی جامع ہے بخلاف باقی اسماء کے کہ وُہ ایک ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں ۴؎ قال الشیخ الرّومی قدس سرہٗ ؎

صَد کتاب و صَد ورق دَر نار کُن
جان و دِل را جانبِ دِلدار کُن ٭

اِسماں[1] صفتاں سبھے چھوڑ
چھوڑ طہارت عام تمام
پریم نگر دے اَندر وَس
عِشق[2] پیالہ ہَر دم پی
ہِکو مَن دا بھَرم مِٹا
دِل وِچہ ہر دم رکھ دھیان
ہِمّت کَرتے ہتھ ہَلا!
دِل دی چشم بصیرت کھول
ہِکّا ذات حقیقت لوڑ
کر ہِک دِل نُوں پاک غلام
بھاویں کھیڈ تے بھاویں ہس
خوشیاں مان ہمیشہ جی
ہر دم پی تے ہر دم کھا!
بھَانویں سیجاں رج رج مان
اینویں جیڑا نہ ترسا!
اندر[3] یار پیارا گول

[1] اِسلئے کہ اُسماء اور صفات ذات کا حجاب ہیں جیسا کہ صاحب قوت القلوب نے فرمایا ہے حجاب الذّات بالصفات و حجاب الصفات بالاسماء و حجاب الاسماء بالافعال یعنی ذات کا حجاب صفات اور صفات کا حجاب اُسماء اور اسماء کا حجاب افعال ہیں پس اِن حجابوں سے گذر کر ذات تک پہنچنا چاہیئے اس لئے کہ حق کی خاطر حق کی نفی کرنی جائز ہے

[2] قال العارفؒ ؎

اگر ذوق کونین جوئی مدام ٭ برو عشق مولا گزیں والسّلام

[3] کَما قولُہٗ تعالیٰ وَفِیٓ اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُونَ یعنی اور بیچ تمہارے نفسوں کے آیا پس نہیں دیکھتے ہو تُم ٭

تیتھوں[۱] باہر کچھ نہ مول
ہر دم[۲] وسّے تیرے کول
بھانویں[۳] جان تے مول نہ جان
اینویں[۴] ہوویں آپ جُدا!
بے[۵] صُورت بے نقش نموں

قسم الٰہی قسم رسُول
تیرا دِلبر محرم ڈھول
توُ ہیں آپے دِلبر جان
توُں خود مظہر ذاتِ خُدا
بے مانند بیچوں چگوں

[۱] مرآت العارفین میں حضرت امام حسین ابن علی علیہما السّلام فرماتے ہیں فِفکرُكَ یاوَلَدِی فِیكَ یَکفِیكَ فَلَیسَ شَیٔ خَارِجًا مِنكَ یعنی اے فرزند (زین العابدینؑ) فکر تیرا بیچ اپنے کافی ہے تجھے اسلئے کہ کوئی شئے تجھ سے باہر نہیں ہے۔ اسکی شرح میں صاحب جلاء المرآت فرماتے ہیں اگر تو حق سبحانہ کو معہ جمیع شیونات ذاتیہ دیکھنا چاہے تو اپنی حقیقت کو دیکھ۔ تیری ذات مرآتِ ذاتِ حق اور تیری صفات مرایائی صفاتِ حق ہے اور صوَرِ علمیہ الٰہیہ جو حقائق اشیاء ہیں سب تیرے آئینہ علم میں مُرتسم ہیں اور وجوداتِ عینیّہ (رُوحیہ مثالیہ جسمیہ) جمیع انواع اور اشخاص کے تیرے مرآۃِ وجود میں مُنطبع ہیں۔ پس جو کچھ چاہو اپنے آپ میں دیکھو، سب کچھ تم میں ہے [۲] کَمَا قَولُهٗ تَعَالیٰ وَهُوَ مَعَكُم اَینَمَا کُنتُم یعنی اور وُہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو [۳] کسی عارف نے کیا عمدہ فرمایا ہے ؎

اے موجِ زآب گے جدائی داری ٭ دانی اوئی وگرنہ دانی اوئی

یعنی اُے موجِ حادث تو عینِ بحرِ قدیم ہے خواہ تو جانے یا نہ جانے [۴] خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ توُ چند در طلبِ یار دربدر گردی! ٭ بہ خود نگر کہ توئی مظہرِ ہمہ اشیاء

یعنی توُ یار کی تلاش میں دربدر کیوں پھرتا ہے، خود کو دیکھ کہ توُ ہی تمام اُسمائے الٰہی کا مظہر ہے [۵] یعنی انسان

کی حقیقت بے صُورت اور بیچون ہے ؛

تُو ہیں[1] پاک منزّہ ذات	تُو ہیں تھیں کُل مخلُوقات
تُو ہیں[2] اصل اصول جہان	تُو ہیں عقل عقول عیان
تُو ہیں عابد تے معبُود !	تُو ہیں ساجد تے مسجُود !
تُو ہیں بیشک جُمل جہان	چوداں طبق زمین آسمان
عالم اکبر[3] ہے تجھ مُول	تُو ہیں تُوں ہیں تُو ہیں تُوں
جس جاتی ایہہ رمز نہان	اوہ ہویا صاحب عرفان

[1] یعنی باعتبار حقیقت تیری ذات الواث بشریت سے پاک ہے ؎

خویش را صافی کُن از اوصافِ خود ؛ تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

[2] قال الشیخ العطارؒ تو بمعنی جانِ جملہ عالمے ؛ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

لوحِ محفوظ است در معنی دلت ؛ ہر چہ میخواہی از و شد حاصلت

در حقیقت خود توئی اُمّ الکتاب ؛ خود ز خود آیاتِ حق را باز یاب

صورتِ نقشِ الٰہی خود توئی ! ؛ عارفِ اشیا کماہی خود توئی

[3] چنانچہ دیوان میں حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں ؎

وَتَزعَمُ اَنَّکَ جِرمٌ صَغِیرٌ ؛ وَفِیکَ انْطَوَی العَالَمُ الاَکبَرُ

یعنی تُو نے گمان کیا ہے کہ تُو چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر عالم اکبر سمٹا ہُوا ہے ؛

قطرے وانگوں وچہ دریا — واصل ہویا نال خدا
بس غلام محمد یار — نہ کر ظاہر بھید اسرار
ایہی خاطر ہر انسان — انشاء اللہ کافی جان

در مدحت مرشدی و مولائی آدام اللہ فیوضہم

تعریف ۱۲

مرشد میرا پیر مغاں (یعنی معشوق کامل) — خاص محمد شیر جوان (قدس سرہ العزیز)
عارف کامل با اخلاص — خاص الخاص و خاص الخاص
اُن کا نور خدا کا نور — ایک ہے ایک ضرور!
مظہر (جائے ظہور) ذات صفات قدیم — شان معظم خلق عظیم
اُن کا ہاتھ ید اللہ (خدا کا ہاتھ ۱۲) مان — رخ انور وجہ اللہ (خدا کا چہرہ) مان
اول آخر حق نما (حق دکھانیوالا)! — ظاہر باطن ذات خدا
وہ ہے بیشک مظہر ذات — جامع اسماء اور صفات
مخزن (خزانہ ۱۲) کل اسرار وجود! — مطلع الانوار شہود!

کنز حقائق گنج علوم (خزانہ ۱۲)
پیر ہے سر اللہ لاریب (بیشک ۱۲)
پیر ہے اللہ پیر رسول[1]
پیر اور حق کو دو مت مان
حق سے جانے پیر جدا
خود صیقل مرآت ضمیر (آئینہ دل ۱۲)

گوہر مخفی سر مکتوم (راز ۱۲ ، پوشیدہ ۱۲)
شاہد خلوت خانہ غیب (معشوق ۱۲ ، مرتبہ احدیت ۱۲)
واللہ باللہ کرو قبول (قسم بخدا)
ایک ہی دیکھ اور ایک ہی جان
وہ ہے منکر ذات خدا
پیر ہے پیر ہے پیر ہے پیر

۱ چنانچہ مثنوی شریف کے دفتر سوم میں حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ؎ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول[1]
دو مدان و دو مبین و دو مخوان ! ؎ خواجہ را در خواجۂ خود محو دان
چوں جدا بینی ز حق ایں خواجہ را ؎ گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را
پیر و حق را ز احولی ہر کہ دو دید ؎ او مرید است فی الحقیقت نے مرید

اور مطالب رشیدی میں حضرت تراب علیشاہ صاحب قلندر قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

پنجۂ پیر نقش اللہ ہست ! ؎ کے ازیں رمز ہر کس آگاہ ہست
از یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ؎ شد یقینم کہ مرشد اللہ ہست

یعنی پیر کا پنجہ اللہ کا نقش ہے۔ ہر کوئی اس راز سے آگاہ نہیں ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مرشد عین حق ہے ؎

نُوں نُوں اندر لکھ لکھ جان
تو بھی عاجز رہوں سَدا
پیر میرے کا پیر اجملؒ
حق کا اندر خُلق نواب
اُن کے دَر پر کریں سوال
قُطب العالم کے فرزند
اَوّل فضل حسینؒ امیر
پیر میرے کا بھی اِک لال
سرورِ عالَم کا مقبول
مانگوں ہر دم دَست اُٹھا
پیر میرے کا نُور ظہُور
شام سحر تا روزِ جزا
دائم تا اَبَدُ الآباد!
تا قیامت
ہمیشہ ۱۲

لکھ لکھ بار کرُوں قُربان
کبھی نہ ہووے شُکر ادا
جس کی جاگہ پیر مُحَمَّل
قُطبِ علیؓ قُطبُ الاَقطاب
غوث فقیر ولی ابدال
عالی ذات وقدر بلند
ثانی غوث محمّد پیر
صاحبِ صُورت حُسن کمال
حضرت پیر غلام رسُولؐ
اللہ سے یہ خاص دُعا
رہے قیامت تک مشہُور
لنگر جاری رہے سَدا
یہ میخانہ رہے آباد

ساغر اور صراحی جام (پیالہ)
بھر بھر ساقی کرے نثار
تا ابد الآباد مدام
اللہ چاہے رہے نصیب
ہووے جسدم روح رواں

گردش اندر رہے مدام (ہمیشہ)
پی پی مست رہیں میخوار (شرابی)
رہے سلامت یہ انعام
عشق الٰہی قرب حبیبؐ
کلمہ طیب پڑھے زباں
(لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

خاتمہ

حمد الٰہی لاکھ ہزار
بلا مشقت محنت رنج
با الطاف (جمع لطف) لطیف خبیر (حق سبحانہ)
اللہ پاک کرے مقبول
جس نے جانا با اخلاص
جو سمجھے با صدق و صفا!

ہمت بخشی ذات غفار
کھلا وحدت والا گنج! (خزانہ)
ہوئی مکمل (پوری) یہ تحریر
یہ تصنیف طفیل رسولؐ
وہ ہے عارف خاص الخاص
ہووے واصل ذات خدا

رمزِ الوحدت ہُوا تمام
پڑھو غُلام درُود وسلام

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

تَمَّتْ بِالْخَیْر

شجرۂ غوثیہ وحدت نامۂ ذاتیہ

نظم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تھا کُنْتُ کَنْزًا میں چھپا
حُسنِ ازل کا بادشاہ

وُہ نورِ حق ظاہر ہُوا
اوّل بصورت مُصطفےٰ

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کلامہ القدسی کُنتُ کنزاً مخفیاً فاَحببتُ اَن اُعرف فخلقتُ الخلقَ [٨٦]

١ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم۔

بعد از نبیؐ ذاتِ جلی — شد بر علیؑ[٢] خود منجلی
واللہ بشکلِ ہر ولی — خود حق ہوا جلوہ نما

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّی ذات کا

لی پہن پوشاکِ حسنؑ — اور خود حسینؑ[٣] آیا وہ بن
الغرض بعد از پنجتن — وہ خود ہوا زین العباؑ[٤]

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّے ذات کا

خود بن کے باقرؑ[٥] شاہ دین — صادقؑ[٦] ہوا وہ بالیقین
کاظمؑ[٧] کی پہنی پوستین — پھر خلعتِ موسےٰ رضاؑ[٨]

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّے ذات کا

٢ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ٣ حضرت امام حسین علیہ السلام ٤ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ٥ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ٦ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ٧ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ٨ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام۔

دوازدہ کی شان پر — جب حق ہوا خود جلوہ گر
پوشاک آیا پہن کر — معروف[٩] کرخیؒ کی صفا

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّی ذات کا

لی سرّی[١٠] سقطیؒ کی قبا — جُبّہ لیا جُنید[١١]ؒ کا!
اور شیخ شبلی[١٢]ؒ کی ردا — وہ شان ذاتِ کبریا

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّی ذات کا

بوالفضل[١٣]ؒ کی خود جان میں — اور بوالفرح[١٤]ؒ کی آن میں
پھر بوالحسن[١٥]ؒ کی شان میں — ظاہر ہوئی شانِ خدا

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّی ذات کا

٩ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ١٠ حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ ١١ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ١٢ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ١٣ حضرت ابوالفضل عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ١٤ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ ١٥ حضرت ابوالحسن الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ۔

صورت میں جب بوالخیرؒ[16] کی — اُس ذات نے خود سیر کی
نسبت گئی اُٹھ غیر کی — وحدت ہوئی جلوہ نما

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلیٰ ذات کا

اللہ نے جب جلوے کئے — محبوب[17] سبحانی بنے
پایا لقب خود ذات نے — حضرت محی الدینؓ کا

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلیٰ ذات کا

پھر خود ہوئے عبدالوہابؒ[18] — اور فضل[19] حقؒ عالی جناب
ابوالفرح[20] صوفی خطاب — اور احمد[21] سرّ سماء

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلیٰ ذات کا

ظاہر ہوئی ذات جلی — بر شکل مسعودِؒ[22] ولی

[16] حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر محمد مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ [17] حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [18] حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ [19] حضرت سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ [20] حضرت سید ابوالفرح صوفی رحمۃ اللہ علیہ [21] حضرت سید احمد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ [22] حضرت سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔

پھر بن کے نورُ الدین علیؒ[۲۳] — شاہ میرؒ[۲۴] کو بخشا لقا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

خود ذات نے جلوہ گری — بر شکل شمس الدینؒ[۲۵] کری

پھر بن کے عبد القادریؒ[۲۷] — غوثِ محمدؒ[۲۶] سے مِلا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

جلوے ہیں ذاتِ قدیر کے — بالا محمدؒ[۲۸] پیر کے

توحید کی توقیر کے — منصب ملے اُن کو سوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

وہ شانِ عبد القادریؒ[۲۹] — عبد الوہابؒ[۳۰] از خود بری

اے زین العابدؒ[۳۱] برتری — عبد الرزاقؒ[۳۲] از خود فنا

۲۳ حضرت سید نور الدین علی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ حضرت سید شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ حضرت سید شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ حضرت سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ حضرت سید عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ حضرت شیخ محمد بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ حضرت سید عبد القادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ حضرت سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۳۱ حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ۳۲ حضرت سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی کر مرے دل پر تجلّی ذات کا

ہیں مصطفٰی[۳۳] نورِ احد — محمود[۳۴] جیلانیؒ صمد
ہو مجتبٰی[۳۵] کی کون حد — لا ابتدا لا انتہاء

یا الٰہی کر مرے دل پر تجلّی ذات کا

جلوہ ہوا جب خاک پر — حیدر[۳۶] کی صورت پاک پر
مالک بنے افلاک پر — شاہ غوث[۳۷] عالی مرتبہ

یا الٰہی کر مرے دل پر تجلّی ذات کا

سیّد امان[۳۸] اللہ کے — جلوے ہیں الّا اللہ کے
انوار وجہ اللہ کے — چہرہ پہ ہیں ان کے سدا

یا الٰہی کر مرے دل پر تجلّی ذات کا

۳۳ حضرت سیّد مصطفٰی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴ حضرت سیّد محمود جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۵ حضرت سیّد مجتبٰی المعروف چراغ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۶ حضرت سیّد حیدر بخش رحمۃ اللہ علیہ ۳۷ حضرت سیّد غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ ۳۸ حضرت سیّد امان اللہ المعروف ہاتھی وان علیہ الرحمت۔

شیرِ[۳۹] علیؒ خود ذات ہیں — مجموعۂ آیات ہیں

کیا سیّدُ السّادات ہیں — سو جان ہو اُن پر فدا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

شمعِ جمالِ ذاتِ حق — سیّد[۴۰] چراغ آمد بحق

ہیں مالکِ چودہ طبق! — وُہ سالکِ راہِ ھُدا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

قُطبِ[۴۱] علیؒ کی شان میں — آیات ہیں قرآن میں

جو وَصف ہیں رحمان میں — یعنی عَلَی العَرشِ استوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

حُلیہ ہے اِلاّ اللہ کا — شیرِ محمد[۴۲] شاہ کا

[۳۹] حضرت سیّد علی شیر رحمۃ اللہ علیہ [۴۰] حضرت سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ [۴۱] حضرت جناب قُطب الاقطاب سیّد قُطب علی شاہ صاحب بُخاری قدس اللہ سرہُ العزیز [۴۲] حضرت جناب غوثیت مآب مخزنِ عُلومِ ربانی مُرشدی و مخدومی سید شیر محمد شاہ صاحب گیلانی ادام اللہ فیوضہم۔

چمکا جو نور اُس ماہ کا ‏— توحید کا ڈنکا بجا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٰ ذات کا

فضل حُسینؒ[۴۳] کمال ہیں — قطبِ علیؒ کے لال ہیں
شانِ جلال و جمال ہیں — مُلکِ قدم کے بادشاہ

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٰ ذات کا

چاہا خُدا نے جس گھڑی — پہنے لباسِ دلبری
صُورت غلام[۴۳] رسُولؐ کی — بنکر کئے ناز و ادا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٰ ذات کا

جب حق بہ حق مائل ہُوا — توحید کا قائل ہُوا
تب خود بخود سائل ہُوا — ہو کر غلام[۴۳]ؒ بے نوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٰ ذات کا

[۴۳] حضرت سیّد فضل حُسین شاہ صاحب دامت برکاتہٗ [۴۳] حضرت جناب صاحبزادہ سیّد غلام رسول شاہ صاحب ادام اللہ حیوٰتہٗ [۴۳] خادم الفقراء غلام محمدؐ عفی عنہ - آمد بالخیر۔

جو ذات اصل اُصول ہو　　خود سائل و مسئول ہو
کیوں نہ کر پھر مقبول ہو　　اِس مضطرب دِل کی دُعا
یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

دِل مطلعِ اَنوار ہو　　رُوح مخزنِ اسرار ہو
سِینہ میں دِلبر یار ہو　　خود موجزن بحرِ اَنا
یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

اٰمین

راقم

خادم الفقراء

غلام محمد بقلم خود مؤرخہ ۱۸ ماہ صفر ۱۳۵۵ھ

(از جلّوانہ)

نسب نامہ جناب غوثیت مآب مخزن علوم سبحانی مرشدنا و مولانا حضرت سید شیر محمد صاحب گیلانی ادام اللہ فیوضہم

نظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

بحر قدم سے موج ہا اول ہوئی جلوہ نما	ظاہر ہوئیں جب بے بہا موج محمد مصطفےٰ[ا]

یا الٰہی کر مجھے بحر حقیقت میں فنا

شاہ[۱] علی[ع] موج دگر حسن[۳] مثنیٰ سر بسر	حسن[۲] و حسین[ع] ہر دو گہر ہیں دُرِ یکتائے صفا

ه جنبش اولین بحر قدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ۲ حضرت امام حسن علیہ السلام ۳ حضرت سید حسن مثنےٰ رضی اللہ عنہ۔

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

عبدُ اللہ[4] رح دُرِ مکنون ہیں — دُرِ خاص موسیٰ[5] الجون رح ہیں
موتی جو گونا گون ہیں — رنگ سُرخ عبد اللہ[6] کا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں سیّد موسیٰ[7] رح دگر — از بحرِ وحدت جلوہ گر
داؤد[8] گوہر چوں قمر — چمکی محمد[9] رح کی ضیا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

چوں موج زد دریائے ہو — ظاہر شدہ یحییٰ[10] رح ازو
عبد اللہ[11] الجیلی رح کی جو — چشمہ ابو صالح[12] رح بنا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

[4] حضرت سیّد عبد اللہ محض رحمۃ اللہ علیہ [5] سیّد موسیٰ الجون رحمۃ اللہ علیہ [6] سیّد عبد اللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ [7] سیّد موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ [8] سید داؤد رحمۃ اللہ علیہ [9] سیّد محمد رحمۃ اللہ علیہ [10] سیّد یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ [11] سیّد عبد اللہ جیلی رحمۃ اللہ علیہ [12] سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ۔

اِک مَوج پھر پیدا ہُوئی
بغداد کی جانب چلی

شاہ محیؔ الدّین[13]؂ولی
مجبوبِ سُبحانی ہُوا

یا اِلٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

پھر مَوج تاج الدین[14]؂ کی
اور پھر ابُو صالح[15]؂ زکی

سیّد علاؤ الدّین[16]؂ بھی
ہیں مَوج بحرِ کبریا

یا اِلٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں مَوج بدر الدین[17]؂ عجب
پھر شاہ صدر الدین[18]؂ لقب

عبد اللہ[19]؂ ہیں عالی نسب
اُس بحرِ حق کا بُلبلا!

یا اِلٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں فضل[20]؂ اور عبد الرحیم[21]؂
اُس بحر کے دُرِّ یتیم

[13] حضرت مجبوب سُبحانی قُطبِ ربانی سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ [14] سید تاج الدین عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ [15] سید ابو صالح نصر قاضی القضات رحمۃ اللہ علیہ [16] سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ [17] سید بدرُ الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ [18] سیّد صدر الدین نوری رحمۃ اللہ علیہ [19] سید عبد اللہ حسن رحمۃ اللہ علیہ [20] سید محمد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ [21] سید عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ۔

اور سیّدِ موسیٰؒ[۲۲] کریم — آمد چو دُرِّ بے بہا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

احمدؒ[۲۳] عجب موتی بنا — مرجان ابراہیمؒ[۲۴] کا
سیّد ظہور الدینؒ[۲۵] سا — گوہر نہ دیکھا نہ سُنا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

عیسیٰؒ[۲۶] دُرِ نایاب ہیں — حامدؒ[۲۷] چو لعلِ ناب ہیں
سیّد نصیرؒ[۲۸] سحاب ہیں — سیّد جلالؒ[۲۹] ابرِ صفا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں خیر بخش[۳۰] باکرم — خود لولوئے بحرِ قدم
اور شیخ شرف الدینؒ[۳۱] یم — دُر تاج محمود[۳۲] اولیاء

۲۲ سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ سید احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ سید ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ سیّد حامد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ سید نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ سیّد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ سیّد خیر بخش رحمۃ اللہ علیہ ۳۱ سیّد شرف الدّین رحمۃ اللہ علیہ ۳۲ سیّد تاج محمود مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

گوہر[33] بہاول دینؒ کا! — دُرِ عبد[34] رحمانؒ سیاح
کیا نُور احمد[35]ؒ پارسا — ہیں ماہیِ بحرِ بقا!

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں دُرِ بحرِ لم یزل — خود گوہرِ حق بے بدل
وُہ موجد[36]ؒ ریا فی المثل — ہیں موج دریائے خُدا!

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

زد موجد ریائے قدم! — آمد بصحرائے عدم
شیرِ محمد[37] خوش قدم — شُد باز در بحرِ بقا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

[33] سید بہاول الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ [34] سید عبد الرحمٰن سیاح رحمۃ اللہ علیہ [35] سید نُور احمدؒ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ [36] حضرت سید موجد ریا صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ [37] جناب محبوب رب الارباب حضرت سید شیر محمد شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز۔

وُہ موج گوہر بار ہیں — خود قلزمِ اسرار ہیں
جن کے دُرِ شہوار ہیں — سیّد[٣٨] غلامِ رسولؒ شاہ

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

دِل محوِ دلبر یار ہو — واصل غلامِ زار ہو
اِس قطرۂ ناچیز کو — دریائے وحدت میں ملا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

یارب کرم کی کر نظر — بہرِ نبی خیرُ البشرؐ
اِس دُر سے ہوں لاکھوں دُرر — تا یومِ دیں جلوہ نما

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

٣٨ مقبولِ بارگاہِ الٰہ حضرت سیّد غلام رسولؒ شاہ صاحب ادام اللہ حیاتہٗ و افاض علینا برکاتہٗ۔ آمد بالخیر

تمت بالخیر

راقم

خادم الفقراء غلام محمدؐ از جلوانہ

فہرست مضامین رمز الوحدت

کاتب محمد شریف چک ۳۵

فہرست جلوی کتب خانہ

اعلیٰ حضرت سراپا رحمت سلطانِ اوتاد تاجدارِ افراد نائب خاتم الاولیاء محبوب ازلی امام ہمام بازِ اشہب عالی سرکار غوث الاعظم پاک ثانی ولاثانی حضور مجسّم نور جانِ جہان پیرِ مغان سیدنا و مولانا پیر غلام محمد صاحب قبلہ امام جلوی رضی اللہ عنہ کی علم تصوف میں نایاب نادر الوجود صدمایۂ ناز اور ایمان وعرفان افروز تصنیفات طیبات کے مطالعہ عین طالعہ سے اپنے دلوں کو عشقِ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ذوق شوق سے بھرپور فرمادیں۔ وہو ہٰذا :-

۱	اسرار المقطعات و رموز المتشابہات منظوم فارسی بمعہ ترجمہ تحت السطور و شرح سلیس اردو	..	۱۵
۲	اسرار التوحید جلد اول یعنی ملفوظات طیبات	..	۱۰
۳	اسرار التوحید جلد دوم یعنی ملفوظات طیبات	..	۱۰
۴	تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء رضی اللہ عنہ	..	۱۰
۵	تحقیق العارفین فی حقیقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین (جلد اول)	..	۸
۶	(مکتوبات طیبات) یسقون من رحیق مختوم المعروف بہ تعلیم توحید و دقیق علوم	..	۷
۷	تحقیق العارفین فی حقیقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم (جلد دوم)	..	۵
۸	تفسیر رومیؒ	..	۵
۹	نور الایمان فی علم العرفان	..	۳
۱۰	تفسیر جلویؒ	..	۳
۱۱	تفسیر برزخ جامع	..	۳
۱۲	اسرار المقطعات و رموز المتشابہات منظوم عربی بالاعراب بمعہ ترجمہ تحت السطور و شرح سلیس اردو	۷۵	۲
۱۳	نورِ ولایت	۵۰	۲
۱۴	دیوانِ عشق	..	۲

نمبر	نام کتاب	پیسے	روپے
۱۵	رمز الوحدت	۰۰	۳
۱۶	پیامِ جلوی رض	۵۰	۱
۱۷	مدیحۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	۰۰	۱
۱۸	وصال باکمال سید شیر محمد شاہ صاحب گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰۰	۱
۱۹	خلاصۃ المنام المعروف گلدستۂ انعام	۰۰	۱
۲۰	مرآت العاشقین	۰۰	۱
۲۱	گلدستۂ عقیدت حصہ دوم	۰۰	۱
۲۲	برزخِ جامع	۰۰	۱
۲۳	کمالِ جلوی رض	۷۵	۰
۲۴	وصال نامہ سید قطب علیشاہ رض صاحب محلوی قدس سرہ العزیز	۳۷	۰
۲۵	شجرہ غوثیہ وحدت نامہ ذاتیہ	۱۳	۰
۲۶	اسرار القدم من فصوص الحکم	۰۰	۲۰
۲۷	اسرار التوحید جلد سوم دفتر اوّل	۰۰	۳
۲۸	تفسیر جلوی رض مکمل	۰۰	۵

زیرِ سرپرستی

سجّادہ نشینان والاشان آستانہ عالیہ قادریہ رض ڈھڈی والا شریف لائل پور شہر

قبلہ حضرت پیر محمد انوار حسین رض صاحب   قبلہ حضرت پیر محمد نیاز حسین رض صاحب

قبلہ حضرت پیر محمد افتخار حسین رض صاحب و قبلہ حضرت پیر محمد اعجاز حسین رض صاحب

اَدَامَ اللہُ تعالیٰ فیوضھم وَاَفَاضَ عَلَینَا بَرَکَاتِھِم

مطبوع شد

ملنے کا پتہ: میاں محمد یار وٹو قادری رض ڈھڈی والا کلاں لاہور روڈ لائل پور شہر